www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد

کی

مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت؟

بہتان کا حقیقت افروز تجزیہ

مجاہد الحسینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیم القرآن (باتصویر رنگین قاعدے)

حضرت علامہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا ارشاد گرامی

حرفِ آغاز

کلام کا اوّلین مادہ حروف ہیں۔ انہی سے الفاظ بنتے ہیں، الفاظ سے جُملے، جُملوں سے کلام، اور کلام سے بیان کی تشکیل ہوتی ہے، اس لئے قدرتاً حرف شناسی تعلیم کا اوّلین سنگِ بنیاد ہے۔

مولانا مجاہد الحسینی زید مجدہٗ نے اس بنیاد کو سامنے رکھ کر تعلیم القرآن کے رسالوں سے تعلیمِ قرآن کا آغاز فرمایا ہے۔ اور حروف کی اوضاع اور ترکیبوں کے مختلف جوڑ بند دکھلا کر انہیں حسّی رسوم سے متعارف کرایا ہے یہ خدمت بنیادی ہے، جس سے بچوں کی قرآنی تعلیم کی بنیاد پڑتی ہے اور اس پر علم کی بڑی سے بڑی تعمیر بہ آسانی کھڑی کی جاسکتی ہے۔

حق تعالیٰ مولانا موصوف کو جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

۸ر جولائی ۱۹۶۸ء

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ علمی و ادبی ذوق رکھنے والے مولانا محمد شاہد حنیف صاحب کے لیے ھدیہ

دعاگو

۲۱ فروری ۲۰۱۴ء

مولانا ابوالکلام آزاد

کی

مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت؟

بہتان کا حقیقت پسندانہ تجزیہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد الحسینی

فاضل دارالعلوم ڈابھیل (انڈیا)

سابق ایڈیٹر روزنامہ آزاد، روزنامہ نوائے پاکستان لاہور

بانی سکرٹری نشرواشاعت مجلس ختم نبوت پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق طباعت محفوظ

کتاب : مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت کا بہتان؟

حقیقت پسندانہ تجزیہ

تصنیف : مجاھد الحسینی

فاضل دار العلوم ڈابھیل (انڈیا)

کتاب سیرت وسفارت رسولؐ پر (اوّل صدارتی ایوارڈ یافتہ)

سابق ایڈیٹر روزنامہ آزاد، روزنامہ نوائے پاکستان

ہفت روزہ خدام الدین، لاہور

قیمت : 100 روپے

ملنے کے پتے

سیرت مرکز 65۔ بی پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد

مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.....(مندرجات).....

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
❁	مولانا ابوالکلام آزاد۔ (نظم شورش کاشمیری)	5
❁	حرفِ گفتنی	6
❁	مولانا ابوالکلام آزاد اور مرزا قادیانی	10
❁	مولانا آزاد کی تردید	16
❁	مولانا آزاد اور سورش کاشمیری	19
❁	عبدالمجید سالک کی معذرت	23
❁	مرزا قادیانی کی میت اور روانگی کا عبرتناک منظر	26
❁	قادیانی دجل وتلبیس کی جھلک	30
❁	سالک کی مولانا آزاد سے ملاقات کی کوشش	34
❁	امیر شریعت کا اعتراف عظمت آزاد	36
❁	قوم بھوکی رکھ کے خود کھائے کباب (کلام اقبال پر تضمین)	39
❁	مولانا ابوالکلام آزاد کو خراجِ تحسین	41
❁	مرزا قادیانی کے حق میں لکھنے والا کون تھا؟	43

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁	تعصب اور تفرقہ کا مظاہرہ	44
❁	مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی مخالفت کیوں؟	54
❁	مولانا ابوالکلام آزاد پر الزامات کا تجزیہ (مولانا ابوالحسن علی ندوی)	61
❁	مزارِ قائداعظم پر مولانا ابوالکلام آزاد کی دعائے مغفرت	67
❁	قادیانیوں کی بابت مولانا آزاد کا نظریہ	72
❁	مولانا ابوالکلام آزاد کی حق گوئی	75
❁	مولانا ابوالکلام آزاد حیات وخدمات کی ایک جھلک	77
❁	ترجمان القرآن کے انتساب کا پس منظر (مولوی محمد دین قندھاری)	79
❁	مولانا ابوالکلام آزاد کے الہلال کی تقریب رونمائی	81
❁	استقلالِ پاکستان اور مولانا ابوالکلام آزاد	83
❁	مولانا ابوالکلام آزاد کی پاکستان سے روانگی	87
❁	پاکستانی وزیر دفاع میر علی احمد تالپور کا خراجِ تحسین (پروفیسر قاری محمد طاہر کے تاثرات)	89
❁	مولانا ابوالکلام آزاد کے غیر مطبوعہ خط کی روشنی میں	91
❁	ایڈیٹر پاکستان ٹائمز مولانا محمد سعید کے تاثرات	95
❁	مولانا ابوالکلام آزاد کے اختتامی کلمات	96

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

عشق میں رومی فکر میں رازی عزم کا منبع، جہد کا حاصل
حسنِ عمل کا گوہر یکتا علم و نظر کا جلوہ کامل
اس کی روش سے گردشِ دوراں اپنے کئے پر آپ پشیماں
اس کی صدا سے سرگرداں، شورش گیتی، لشکرِ باطل
اس کے قلم کی جنبش ادنیٰ لولوئے لالہ ڈھال چکی ہے
اس کی نظر تجدید کی خوگر، اس کا چلن تقلید کے قابل
اس کی فصاحت معدنِ شعری، اس کی بلاغت مصدرِ معنی
اس کی نفاست گلشن گلشن، اس کی لطافت محفل محفل
اس کی روانی گنگ وجمن میں اس کی کہانی دار و رسن میں
اس کی سیاست جادہ جادہ، اُس کی قیادت منزل منزل
اُس کے ادب میں بانگ رجز ہے، بانگ رجز میں جوشِ جنوں ہے
جوشِ جنوں میں سوزِ دروں ہے، سوزِ دروں میں جذب ہے شامل
اُس کی جبیں پر شکنیں ہی شکنیں لب بستہ غنچوں کی صورت
اہلِ چمن سے پوچھ رہی ہیں، آخر ان خدمات کا حاصل
بت خانے کے طاق میں شورش شمع حرم کو دیکھ رہا ہے

یہ نظم حضرت مولانا آزاد کی زندگی میں لکھی گئی تھی۔ ہفت روزہ چٹان لاہور میں ۱۰ نومبر ۱۹۵۸ء کو شائع ہوئی
شورش کاشمیری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

حرفِ گفتنی

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری مقدس کتاب قرآن حکیم میں جھوٹے اور کذب و افتراء سے کام لینے والے انسانوں کے خلاف سخت وعید فرمائی ہے کہ ان ظالموں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں انہیں ذلت و رسوائی کے عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا، ان صبر آزما اور شرمناک واقعات کا منظر بھی چشم تصور سے دیکھئے جب صرف اختلافِ فکر و نظر کی بنا پر حصولِ آزادی کے طریق کار کو اسلام اور کفر کی جنگ قرار دے کر اس شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک پر چند عاقبت نا اندیش اور گستاخ کھلنڈروں نے پیشاب بھرے جوتے پھینک کر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا تھا جس عظیم دینی و ملی شخصیت نے چودہ سال روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھ کر قرآن و حدیث کا درس دیا تھا۔ انہی دنوں میں ایک مقام پر شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کا ایک اور واقعہ پیش آیا تھا کہ ان کے سامنے ننگا ناچ کے بعد ان کی ٹوپی اتار پھینکی گئی، گستاخی اور توہین کا یہ ارتکاب صرف حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ تک محدود نہ تھا بلکہ عالم اسلام کی عظیم دینی، علمی اور ملی شخصیت مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی تشدد آمیز حملے کئے گئے حتیٰ کہ جب وہ رانچی جیل میں فرنگی سامراج کے جابرانہ قوانین کے تحت قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے انہی دنوں میں ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفیقہ حیات کا انتقال ہوگیا تو انہی مسلم نوجوانوں نے اس مرحومہ کے جنازے پر حملہ کرکے اشتعال انگیز نعروں کے ساتھ قبرستان جانے سے روکے رکھا کہ یہ مسلمانوں کے مخالف اور کانگرس کے حامی کی بیوی کا جنازہ ہے، جب کہ قائداعظم اور دیگر بڑے بڑے لیڈر بھی تو کسی وقت کانگریس میں شامل رہے تھے۔ اور ہندوستان کو انگریز غاصب حکمرانوں سے آزاد کرانے کی تحریک میں تمام مذاہب کے لوگ متحدہ جدوجہد کر رہے تھے، حصول آزادی کے ایک طریق کار کی کانگریس علمبردار تھی اور ایک مسلم لیگ دعوے دار تھی دونوں کے فارمولے لوگوں کے سامنے تھے۔ ہر شخص کو اپنا آزادانہ مؤقف اختیار کرنے کا حق حاصل تھا، لیکن تشدد، جبر اور توہین آمیز رویہ اختیار کرنا ہرگز قرین انصاف نہ تھا۔ اور نہ ہی کسی کو استثناء حاصل تھا کہ اس کا فارمولائے آزادی اس لئے تنقید و تنقیص سے ماوریٰ ہے کہ یہ ''الہام'' کے مطابق مرتب شدہ ہے اور دوسروں کا اس لئے قبولیت سے محروم ہے کہ وہ ناقابل عمل بھی ہے اور غلطیوں کا ملغوبہ بھی۔ چنانچہ نازک حالات میں چند انسانوں کے فہم و ادراک کی اساس پر اختلافات کی خلیج وسیع تر ہوتی گئی اور ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی اور بہتان طرازی کے ایسے ایسے گھناؤنے واقعات معرض وجود میں آئے ہیں کہ تاریخ کے صفحات ان کے داغ دھبوں سے بھرے پڑے اور تہذیب و شائستگی کا منہ چڑا رہے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند کی جس عظیم دینی و علمی اور ملی شخصیت کے خلاف کذب و افتراء اور بہتان تراشیوں کا مکروہ سلسلہ آج بھی ایک مشغلہ بن گیا ہے وہ مولانا ابو الکلام آزاد کی ذاتِ گرامی ہے، ان کے خلاف انتہائی گھٹیا اور سوقیانہ الزام تراشیوں میں شراب نوشی کے علاوہ سب سے زیادہ لائق صد مذمت یہ بہتان طرازی ہے کہ مولانا ابو الکلام آزاد ۱۹۰۸ء میں جب کہ وہ وکیل امرتسر کے ایڈیٹر تھے اور ہندوستان میں جھوٹی نبوت کے دعوے دار مرزا غلام احمد قادیانی کا انہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوں لاہور کی برانڈرتھ روڈ میں واقع لاہوری مرزائیوں کے دفتر میں انتقال ہوگیا تھا تو مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ امرتسر سے لاہور آئے اور مرزا قادیانی کے جنازے کے ساتھ بٹالہ متصل قادیان تک نہ صرف ساتھ گئے تھے بلکہ مرزا قادیانی کی حمیت اسلامی اور غیرت دینی پر الوکیل امرتسر میں ایک شاندار شذرہ بھی لکھا تھا۔ یہ معلومات عبدالمجید سالک کی کتاب ''یاران کہن'' سے منقول ہیں جو نامور قلمکار آغا شورش کاشمیری کے زیر اہتمام مطبوعات چٹان کی حیثیت سے طبع ہوئی تھی۔

برصغیر پاک و ہند کی عظیم دینی، علمی، ادبی اور ملی شخصیت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی بانی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کی اعلیٰ قدروں سے خوب نوازا تھا۔ وہ اپنے علمی و ادبی ذوق کی تسکین کی خاطر تمام حلقوں کی نہ صرف مطبوعات کا مطالعہ کرنے میں گہری دلچسپی رکھتے تھے بلکہ اچھی معلومات پر مشتمل کتب و رسائل کے مطالعے کی دوسروں کو تلقین کیا کرتے تھے۔

ایک روز مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی آغا شورش کاشمیری سے ملنے ان کے دفتر چٹان گئے تو آغا صاحب نے نئی مطبوعہ کتاب ''یاران کہن'' کا ایک نسخہ مولانا قاضی احسان احمد صاحب کی خدمت میں پیش کردیا۔ قاضی صاحب نے ورق گردانی کی تو ص ۴۱ پر ان کی نگاہ مرکوز ہو کر رہ گئی جس کی سرخی ہے ''مولانا ابوالکلام آزاد''

قاضی صاحب اس کتاب کا ص ۴۱ اور ۴۲ پڑھتے ہی وہاں سے اٹھ کر میرے دفتر روز نامہ آزاد لاہور میں تشریف لے آئے ان کا چہرہ سرخ اور غضبناک دکھائی دیتا تھا۔

میں نے قاضی صاحب کی پریشان کن صورت کے پیش نظر عرض کیا۔ سائیں۔ خیر تو ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اسے پڑھیئے: اور اس کا منہ توڑ جواب لکھئے۔ قاضی صاحب سے کتاب لے کر جب میں نے چند سطور کا مطالعہ کیا تو میں حیران رہ گیا کہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی حمیت اسلامی اور غیرت دینی کی قدردان.....؟ یہ کذب و افتراء کی ایک بھونڈی جسارت ہے قاضی صاحب نے تاکیداً فرمایا کہ اس کے جواب میں کوتاہی ناقابل معافی ہوگی۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے، میں ان دنوں لاہور کی سنٹرل جیل سے ایک سال قید کاٹ کر روزنامہ آزاد کے اجراء کے لئے کوشاں تھا۔ اسی اثناء میں تنظیم اہلسنّت پاکستان کے بانی سردار احمد خاں پتافی صاحب اپنے ہفت روزہ دعوت لاہور کی ادارت میرے سپرد کرنے کے ارادے سے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ میں نے حامی بھرلی اور دعوت کی ادارت میرے سپرد ہوگئی۔ ہفت روزہ دعوت لاہور تنظیم اہلسنّت کا ترجمان تھا۔ جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں کے جاگیردار سردار احمد خاں پتافی صاحب اس تنظیم کے سربراہ اور مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری اس کے ناظم اعلیٰ اور دعوت کے مدیر تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی پاداش میں وہ بھی گرفتار ہوکر ہمارے وارڈ دیوانی احاطے میں تحریک کے مرکزی رہنماؤں کے ساتھ محبوس تھے۔ ان دنوں وہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کی روشنی میں'' کے نام سے کتاب لکھ رہے تھے۔

بہرنوع۔ راقم الحروف نے دعوت لاہور مورخہ ۶ فروری ۱۹۵۶ء کے صفحہ اوّل پر مولانا ابوالکلام آزاد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے زیرعنوان یاران کہن کے خلاف جو مضمون لکھا تھا درج ذیل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

یاران کہن

مولانا ابوالکلام آزاد.....اور.....مرزا قادیانی

جناب عبدالمجید سالک کی بہتان طرازیاں

ادارہ چٹان لاہور کے زیر اہتمام یاران کہن کے نام سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جسے ملک کے نامور ادیب جناب عبدالمجید سالک نے مرتب کیا ہے سالک صاحب نے ملک کی مشہور و معروف شخصیتوں کے حالات زندگی تحریر کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد کے زیر عنوان لکھا ہے۔

''جس زمانہ میں مولانا ابوالکلام آزاد ابھی بے ریش و بروت انسان تھے اور نوعمری کے باوجود علم و فضل اور لسانی وطراری کے اعتبار سے اپنے ہمسروں اور ہمعصروں سے کوسوں آگے تھے بمبئی میں آغا حشر، ابونصر آہ اور نظیر حسین سخا کے ساتھ عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کیا کرتے تھے اور اپنے اہتمام سے ایک ماہانہ رسالہ ''بلاغ'' بھی نکالتے تھے۔

مناظروں کے سلسلہ میں انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی بعض کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا جس میں عیسائیوں اور آریوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلے میں اسلام کی حمایت کی گئی تھی۔

یاروں کا یہ مجمع ایک دفعہ فیصلہ ہی کر چکا تھا کہ پنجاب جائیں اور مرزا صاحب سے ملیں، لیکن اتفاقاتِ زمانہ کی وجہ سے یہ فیصلہ عمل میں نہ آسکا۔ بہر حال مولانا ابوالکلام آزاد مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرتِ اسلامی اور حمیت دینی کے قدر دان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار وکیل کی ارادت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمت اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا، امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔'' (یارانِ کہن)

جب مرزائیت اپنے عقائد و نظریات اور عزائم و مقاصد کے اعتبار سے شکستِ فاش کھا چکی، اور ہوش مند انسانوں نے مرزائیت کے دامِ تزویر کو اچھی طرح بھانپ لیا تو جناب عبدالمجید سالک مولانا ابوالکلام آزاد کی شہرت و عظمت کے شفاف تذکرے میں نفوذ مرزائیت کا فریضہ انجام دینے لگے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے ؎

اللہ رے اسیریٔ بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

ہم مانتے ہیں کہ جناب عبدالمجید سالک کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے تبلیغ مرزائیت کی خدمت ضرور انجام دیتے رہے ہیں اور حفاظت و اشاعت مرزائیت ان کا وظیفہ حیات رہا ہے۔

وہ آج بھی مرزائیت کو فروغ دینے اور معاشرے میں اس کے برے اثرات چھوڑنے کے لئے بڑی ہوشیاری اور چابکدستی سے نئے نئے زاویئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب دے رہے ہیں۔

جس طرح ڈاکٹر کسی مریض کا اپریشن کرنے سے پیشتر ایسا انجکشن لگا دیتا ہے کہ جسم کا وہ حصہ بالکل ماؤف ہو جائے پھر ڈاکٹر چاہے جس بے دردی سے چیر پھاڑ کرے مریض کو کسی قسم کے دکھ درد یا تکلیف کا احساس تک نہیں ہوتا۔

بعینہٖ آج سالک صاحب نے مرزائیت کو نئے زاویوں سے پیش کرنے کے لئے انگریزی کے مشہور مقولے PEACE FUL PENETRATION کو اپنا نصب العین بنایا ہے۔ اس طرح وہ چاہتے ہیں کہ پڑھی لکھی دنیا کو مرزائیت سے اس عمدہ طریق کے ساتھ متاثر کر دیا جائے کہ اسے کانوں کان خبر نہ ہو۔ یہاں پر سب سے پہلے قابل غور بات یہ ہے کہ سالک صاحب نے مولانا ابوالکلام آزاد کے تذکرہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر کیوں ضروری سمجھا؟ مرزا صاحب کا ذکر کئے بغیر بھی وہ مولانا آزاد کے احوال تحریر کر سکتے تھے۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ جناب عبدالمجید سالک خود ایک مرزائی خاندان کا چشم و چراغ ہیں، آپ کے والد بزرگوار بھی..... ایک مشہور مرزائی تھے۔

پٹھانکوٹ میں جب ان کا انتقال ہوا تو وہاں کے مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں ایک مرزائی کو دفن کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ مسٹر سالک اور ان کے رفقاء ولواحقین کی طرف سے پرزور اصرار کے باوجود مسلمانوں کے ایک مرزائی کو اپنے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی اور بالآخر تنگ آ کر جناب سالک کے والد صاحب کی میت کسی مرزائی قبرستان میں دفن کی گئی تھی۔

پٹھانکوٹ کے مسلمانوں کا یہ طرز عمل دراصل قادیانی مرزائیوں کے اس وطیرہ کا ردّ عمل تھا کہ تین تین دن تک مسلمانوں کی میتیں پڑی رہتیں اور وہاں کے مرزائی مسلمانوں کو اپنی میتیں اپنے آبائی قبرستان میں بھی نہ دفن کرنے دیتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں پر مرزائیوں کے وحشتناک مظالم کا چرچا دور دور تک پھیل چکا تھا اور قادیان کے اردگرد کے مسلمان مرزائیوں کے مظالم سے بے حد تنگ اور سخت برافروختہ تھے پٹھانکوٹ کے مسلمانوں کا طرز عمل مرزائیوں ہی کے سلوک کا ردعمل تھا۔ جناب سالک نے ''یاران کہن'' کے مقدمہ میں خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ کتاب شورش کے ''توائی'' ڈالنے پر لکھی گئی ہے۔

گویا اس ''توائی'' اور جلدی میں ان سے بہت سی ایسی باتیں سرزد ہوگئی ہیں جن کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ورنہ آپ مولانا آزاد اور دوسری معروف شخصیتوں سے ایسی باتیں ہرگز ہرگز منسوب نہ کرتے۔

جن لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریریں یا ان کی مطبوعات پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ شاہد ہیں کہ مرزا صاحب کی کسی بھی کتاب کی چند سطریں پڑھنے کے بعد ایسی کوفت اور سرگرانی ہوتی ہے کہ دوبارہ اس کتاب پر نگاہ ڈالنے کو جی نہیں چاہتا چہ جائیکہ مولانا ابوالکلام آزاد جیسی شخصیت پوری توجہ یکسوئی اور عقیدت بھرے جذبات کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی ان کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے۔ مولانا ابوالکلام آزاد تو ایک ایسی شخصیت ہیں جن کی عظمت کا اعتراف کرتے بھی قلم پر لرزہ طاری ہوتا اور ہاتھ کانپ اٹھتے ہیں۔ خود مرزائیوں کا فہیم اور متین طبقہ آج مرزا صاحب کی کتابوں کی چند سطریں بھی کسی شریف محفل میں پڑھنے کی جرات نہیں کرسکتا ہے۔

جناب سالک نے کم از کم مولانا آزاد کی ذات سے وہ بات منسوب کی ہے جسے ایک ''افسانے'' سے زیادہ کچھ وقعت نہیں ہے۔

ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ ایک طرف تو سالک صاحب مولانا آزاد کی عظمت کا ان الفاظ میں اعتراف کرتے ہیں کہ ''وہ نوعمری کے باوجود علم وفضل اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لسانی وطرازی کے اعتبار سے اپنے ہمسروں اور ہمعصروں سے کوسوں آگے تھے اور دوسری طرف انہیں ایسی پستی میں گراتے ہیں کہ اور تو اور مرزا غلام احمد کی تحریروں کا گرویدہ ثابت کر رہے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے علم وفضل کی روشنی میں یہ بات تو قرین قیاس بن سکتی ہے کہ مرزا غلام احمد عیسائیوں اور آریوں سے مناظرہ کے سلسلہ میں مولانا آزاد کی تحریروں سے متاثر ہوتے اور ان کے علم وفضل کی خوشہ چینی کرتے۔ مگر یہ بات عقل کے منافی اور حقائق کے خلاف ہے کہ مولانا آزاد مرزا صاحب کی کتابوں سے متاثر ہو کر یہ فیصلہ کر بیٹھے تھے کہ پنجاب جا کر مرزا صاحب کے سامنے زانوئے ادب تہہ کریں اور ان کی محفل میں عقیدت کے پھول نچھاور کریں۔

جہاں تک مولانا ابوالکلام آزاد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے جنازے کا تعلق ہے ممکن ہے جناب سالک ہماری باتوں کو ''خواہ مخواہ مخالفت'' پر محمول کر لیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قصہ مرزائیوں کے اپنے لٹریچر کی روشنی میں بیان کر دیا جائے اور راز درونِ پردہ سے خود ان کی زبانی نقاب اٹھا جائے۔

مرزائیوں کے مشہور رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' میں خلیفہ نوردین نے مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے حالات بیان کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں جب مرزا صاحب کا انتقال ہوا تو یہ ہمارے لئے ایک مصیبت بن گئی اور لاہور میں اس قدر ہنگامہ برپا ہوا کہ ہمارے لئے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا ہم حیران تھے کہ ان حالات میں کیا کیا جائے۔؟

بالآخر پولیس ہمارے لئے سایہ رحمت بن کر مدد ومعاون ہوئی اور خدا خدا کر کے مرزا صاحب کی لاش ریل گاڑی میں ڈال کر بٹالہ تک لے گئے۔ اور پھر وہاں جا کر ان کا جنازہ قادیان میں دفن کر سکے۔

خلیفہ نوردین کے اعتراف حقیقت کے بعد اس امر کی گنجائش باقی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتی کہ ایسے ہنگامہ خیز اور نازک حالات میں مولانا ابوالکلام آزاد کا مرزا صاحب کے جنازے کا پایہ پکڑ کر ساتھ جانا تو درکنار ملک کی کوئی شخصیت ایسی نہیں مل سکتی جو مرزا صاحب کے عقاید ونظریات کو اسلام کے سراسر خلاف سمجھتی ہو اس جنازے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس گاڑی میں مرزا صاحب کا جنازہ جارہا تھا اس ریل گاڑی میں ملک کے نامور انشاء پرداز مولانا محمد حسین آزاد بھی کہیں اپنے سفر پر جارہے ہوں اور سالک صاحب کے مطالعہ ومشاہدہ کی ''توائی'' نے محمد حسین آزاد کو بوالکلام آزاد بنادیا ہو کیونکہ مولانا محمد حسین آزاد نے مرزا صاحب کے انتقال کے بعد ۲۲ جنوری ۱۹۱۰ء کو لاہور میں وفات پائی تھی۔

وکیل کا شذرہ:

امرتسر سے مولانا آزاد کی زیر ادارت شائع ہونے والے اخبار وکیل کی مکمل فائل اس وقت ہمارے سامنے موجود نہیں ہے جسے دیکھ کر ہم یہ بتاسکیں کہ جناب سالک نے کس عمدگی کے ساتھ حقائق پر پردہ ڈالنے کی سعی کی ہے اور اگر ایک لمحہ کے لئے مان بھی لیا جائے کی فی الواقع امرتسر کے اخبار الوکیل میں ایسا کوئی شذرہ اشاعت پذیر ہوا بھی ہے تو یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد ہی کی تحریر ہے، ممکن ہے مولانا آزاد کی عدم موجودگی میں کسی ''رکن ادارہ'' نے چند سطریں لکھ ماری ہوں اور جناب سالک نے اپنی ''خاص مصلحت'' کی بناء پر انہیں مولانا آزاد سے منسوب کردیا ہو۔

بہرحال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ سوائے مرزائیوں کے اور کوئی شخص بھی ساتھ نہیں گیا۔ البتہ یہ بات ضرور ثابت ہوگئی کہ جناب عبدالمجید سالک پوری عقیدت واحترام کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے جنازے کے ہمراہ ضرور تھے۔ (ہفت روزہ دعوت لاہور ۶ فروری ۱۹۵۶ء)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی تردید

راقم الحروف نے ہفت روزہ دعوت لاہور میں طبع شدہ "یاران کہن" کے مندرجات اور اس پر کی گئی تنقید پر مشتمل وہ شمارہ مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ وزیر تعلیم حکومت بھارت دہلی کے نام ارسال کرتے ہوئے ایک مختصر خط بھی منسلک کیا تھا تا کہ حقیقت واضح ہو سکے نیز ایک خط مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند دہلی کے نام بھی ارسال کیا تھا کہ مولانا ابوالکلام آزاد جیسی عظیم دینی، علمی اور بین الاقوامی عظمت وشہرت کی شخصیت کا مرزا غلام احمد قادیانی کے جنازے میں شرکت کا الزام کوئی معمولی بات نہیں، یہ پوری ملت اسلامیہ کے عقائد نظریات سے متعلق معاملہ ہے خدانخواستہ اگر اس کی حقیقت واضح نہ ہوئی تو برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک اور فتنہ کھڑا ہو جائے گا جس سے نبرد آزما ہونا سخت مشکل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے فوراً تردید کرتے ہوئے کہا تھا کہ بے بنیاد باتیں میری بابت یاران کہن میں لکھی گئی ہیں، مناسب یہ ہے کہ سالک صاحب خود اس کی تردید کر دیں۔

نیز مولانا ابوالکلام آزاد کے حکم پر ان کے پرائیویٹ سیکرٹری محمد اجمل خان نے آغا شورش کے نام اپنے مکتوب میں لکھا تھا۔

عبدالمجید سالک نے ایک کتاب "یاران کہن" کے نام سے لکھی ہے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بعض بے بنیاد باتیں مولانا سے متعلق درج ہیں، مثلاً یہ کہ مولانا مرزا غلام احمد کی کتب سے بہت متاثر ہوئے یا جنازے کے ساتھ قادیان گئے وغیرہ۔

مناسب یہ ہے کہ سالک صاحب خود اس کی تردید کردیں:۔ وکیل میں مرزا غلام احمد کی وفات پر جو مقالہ افتتاحیہ چھپا تھا وہ منشی عبدالمجید کپورتھلوی کا لکھا ہوا تھا مولانا کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا، یہ مکتوب چٹان میں شائع ہوا تھا اور ہفت روزہ دعوت میں بھی۔

اس سلسلے کی افسوسناک صورت حال یہ بھی ہے کہ پاک و ہند خصوصاً پاکستان کی کسی بھی دینی و مذہبی جماعت نے مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اس کذب بیانی اور بہتان تراشی کا نوٹس لے کر حقائق واضح کرنے کی کوشش نہیں کی خصوصاً ختم نبوت کے نام سے سرگرم عمل اور چندے کے لاکھوں روپے سے تجوریاں بھرنے والی تنظیموں نے بھی اس سلسلے میں مستعدی اور اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ان کی جانب سے دیگر موضوعات پر لٹریچر تو چھپتا رہا لیکن کسی بھی مسلک کی تنظیم نے اس بہتان تراشی اور کذب بیانی کا نہ جواب دیا اور نہ ہی مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ سے رابطے کی کوشش کی تھی۔

نیز ان کی جانب سے سرد مہری اور عدم دلچسپی دیکھ کر راقم الحروف نے انہی دنوں میں جو کچھ لکھا تھا اسے شائع کرنے کی بھی کسی کو توفیق نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس فروگزاشت کو معاف کرے اور اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

محترم قارئین کے پاس اگر اس موضوع سے متعلق معلومات ہوں تو فراہم کر کے فتنہ بازوں کو مسکت جواب دینے میں تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ

مجاهد الحسینی

ربیع الاول ۱۴۳۴ھ (جنوری 2013)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد

دیدہ ورانِ دیں کا نشاں تھا ابوالکلام
ہندوستاں کی روحِ رواں تھا ابوالکلام

لذت کشانِ بادۂ ایثار زندہ باد
اس انجمن کا پیرِ مغاں تھا ابوالکلام

تھرّا گئے تھے زلہ ربایانِ سلطنت
معجز نگار و شعلہ بیاں تھا ابوالکلام

اس سرزمیں کے منبر و محراب ہیں گواہ
بُت خانۂ وطن میں اذاں تھا ابوالکلام

تھے اُس پہ واشگاف سیاست کے پیچ و خم
اک شہ دماغ و سیفِ زباں تھا ابوالکلام

جہد و غزا کو ناز تھا اس کے وجود پر
تیغِ اصیل و تیغِ رواں تھا ابوالکلام

اربابِ اقتدار کی ہیبت سے بے نیاز
طاعت گزارِ ربِّ جہاں تھا ابوالکلام

لاریب اک عطیہ قدرت تھی اُس کی ذات
قلب و نگاہ کا سرِّ نہاں تھا ابوالکلام

شورش جنہیں تھا اُس کی بصیرت سے اختلاف
وُہ اب سمجھ رہے ہیں کہاں تھا ابوالکلام

۲۴ فروری ۱۹۷۵ء

شورش کاشمیری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مولانا ابوالکلام آزاد
اور
آغا شورش کاشمیری

آغا شورش کشمیری کا شمار برصغیر کے نامور خطیبوں، صحافیوں، شاعروں اور ادیبوں میں ہوتا ہے وہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اسلوب تحریر وخطابت کے صحیح خوشہ چین تھے، عنفوانِ شباب میں مولانا ظفر علی خاں کے حلقہ نیلی پوشوں میں شامل تھے، مولانا ظفر علی خان کی خطابت اور صحافت کے بھی آغا شورش نے گہرا اثر قبول کیا تھا، جس طرح مولانا ظفر علی خاں اپنے فطری مزاج کے مطابق سیمابی خاصیت کے حامل تھے اس طرح آغا شورش بھی گرگٹی مزاج کی شخصیت تھے، رنگ بدلتے دیر نہ کرتے تھے، ہندوستان میں مجلس احرار اسلام کا حلقہ اثر ہمہ گیر دیکھا تو اس میں شمولیت اختیار کر لی، اس کے ترجمان روزنامہ آزاد لاہور کے ایڈیٹر مقرر ہو گئے پھر احرار سے الگ ہو گئے اور چٹان کے مدیر بن گئے۔

آغا شورش ایک طرف تو مولانا ابو الکلام آزاد کو ہندوستان کا ابن تیمیہ قرار دینے میں رطب للسان تھے تو دوسری جانب اس قدر پستی اور گراوٹ کی بات کہ اس کے سامنے ایک قادنی نژاد عبدالمجید سالک اپنی کتاب یاران کہن میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالکلام آزاد کو ایک جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے متاثر قرار دے رہے ہیں اور آغا شورش اسی کتاب ''مطبوعات چٹان'' کے تمغے سے سجانے کی گھٹیا حرکت میں ملوث ہو رہے ہیں، آغا شورش کاشمیری کا یہ بلند مقام کہ اس کی شخصیت پاکستان میں ابوالکلام آزاد کا نمائندہ، جانشین اور ترجمان سمجھی جاتی تھی، اور یہ ایک صداقت بھی تھی کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت کی جانب جس نے بھی میلی آنکھ سے دیکھا آغا صاحب نے اسے ''کانا'' بنا دینے میں کبھی دیر نہ کی تھی، اس نے ابوالکلام آزاد کی نثر کو بھی شاعری کا عروج قرار دیا تھا اور جب ان کی عظمت شان اپنے شہکار اشعار میں بیان کرتے تو اس طرح کہ،

اس کے قلم کی جنبشِ ادنیٰ لُو لُوئے لالہ ڈھال چکی ہے
اس کے نظر تجدید کی خوگر، اس کا چلن تقلید کے قابل
عشق میں رومی، فکر میں رازی، عزم کا منبع جہد کا حاصل
حُسنِ عمل کا گوہر یکتا، علم ونظر کا جلوہ کامل

آغا شورش کاشمیری جس ابوالکلام آزاد کے چلن کو ''تقلید'' کے قابل قرار دے رہے ہیں اسے کس منہ سے مرزا قادیانی کا مقلد بنا دینے میں عبدالمجید سالک کے ہم نوا بن گئے ہیں؟ مجھے تو اس کے پس منظر میں کسی کا ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے۔ کیونکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران آغا شورش کشمیری نے ''کلے، قلمے، قدمے'' کسی طور پر بھی حصہ نہیں لیا تھا وہ عقاید ونظریات کے اعتبار سے اگرچہ صحیح الفکر مسلمان تھے، مرزائیوں کے خلاف ان کے جذبات مختلف نہ تھے مگر فرنگی دور حکومت میں کئی برس تک پس دیوار زندان صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنے والا شورش کشمیری ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران ''مرغ منقار زیر پر'' کی تصویر بنا رہا جب کہ برصغیر کی سب سے بڑی تحریک ختم نبوت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اسلامی اور تھانوی گروپ کے سوا تمام مسالک (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ وغیرہ) کے ممتاز علماء ومشائخ نے اس میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے مرکزی رہنماؤں کے دوش بدوش سرگرمی کا مظاہرہ کیا بلکہ قید وبند کی تلخیاں بھی برداشت کی تھیں۔ آغا شورش کاشمیری کی تحریک ختم نبوت سے علیحدگی اور ہر طرح سے کنارا کشی معنیٰ خیز بھی تھی افسوسناک بھی۔ اور نا قابل فہم بھی۔

مزید برآں یہ کہ تحریک کی شدت جب مدھم پڑ گئی تو چند سال کے وقفے کے بعد ۱۹۵۶ء میں ''یاران کہن'' نامی کتاب شائع کرتے وقت مولانا ابو الکلام آزاد کی شخصیت کو ٹارگٹ بنا کر ان کی ذات کے ساتھ ایک ایسا ''کذب وافتراء'' چسپاں کرنے کی مکروہ کوشش کی گئی تھی جو گذشتہ برسوں میں برپا ہونے والی عظیم تحریک ختم نبوت کے اثرات زائل کرنے اور اس کے لیے جانی ومالی قربانیاں ضائع کر دینے کی موجب ہی قرار دی جاسکتی ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی نا قابل فہم ہے کہ ہفت روزہ چٹان میں عبدالمجید سالک کی کتاب یاران کہن کا اشتہار تو کئی برس سے نہایت موثر انداز میں شائع ہو رہا تھا اسے تحریک ختم نبوت کے تین چار سال بعد ۱۹۵۶ء میں مطبوعات چٹان کے طور پر زیور طباعت سے آراستہ کرنے میں کیا حکمت کارفرما تھی؟ اور بقول عبدالمجید سالک کہ یہ کتاب میں نے ''شورش'' کی توائی ڈالنے کی صورت میں لکھی ہے، اس امر کی آغا شورش ہی وضاحت کر سکتے تھے کہ اس ''توائی'' کا مقصد کیا تھا؟

یہاں پر چند اور سوالات لوحِ دماغ پر نمودار ہوتے ہیں کیا ''یاران کہن'' کی طباعت کے وقت آغا صاحب کی نگاہ سے اس کے مندرجات نہیں گزرے تھے؟ کیا اس کے ص ۴۱ پر ''مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے عنوان کے تحت مولانا آزاد کی ذات گرامی کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کا حوالہ ان کی نظر سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوجھل رہا تھا؟ طباعت سے لے کر جلد بندی تک اس کتاب کے اوراق انہوں نے ضرور ملاحظہ کئے ہوں گے۔ اس وقت ان کی رگِ حمیت اسلامی وختم نبوت کیوں نہ پھڑکی؟ آغا صاحب کذب بیانی اور بہتان تراشی کے صفحات خارج کر سکتے تھے یا کتاب کی طباعت سے ہی کیوں نہ دامن کش ہو گئے؟

نیز عبدالمجید سالک نے کتاب کی طباعت کے لئے آغا صاحب اور ان کے پریس کو ہی کیوں منتخب کیا تھا؟ کیا لاہور میں دوسرا کوئی پریس یا کتب خانہ موجود نہ تھا جو اس کی طباعت کی ذمہ داری قبول کر سکتا؟

بظاہر قرائن یہی ظاہر کرتے ہیں کہ حکمران پارٹی اور قادیانی فتنے کی پشت پناہوں کے لیے تحریک ختم نبوت میں تمام مسالک کے علماء ومشائخ کے اتحاد واتفاق اور مذہبی حلقے کی آواز پر لاکھوں فرزندانِ اسلام کا لبیک کہتے ہوئے جانی اور مالی قربانی کا حیران کن مظاہرہ ناقابل برداشت ہو گیا تھا اس لیے یہ انہی کی تیار کردہ سازش کا حصہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر ابو الکلام آزاد جیسا عبقری شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے متاثر ہو سکتا ہے تو یہ کم پڑھے لکھے علماء ومشائخ حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے کی کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ ان کا خیال تھا اگر یہ حربہ کامیاب ہو گیا تو پاکستان سے کسی مذہبی تحریک کا خاتمہ کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔ کیوں کہ ہندوستان میں ابوالکلام آزاد کے ہمہ پلہ کوئی دینی وعلمی شخصیت موجود نہیں ہے اور پاکستان میں آغا شورش کشمیری ہی دوسرا ابوالکلام ہے جس کی خطابت، صحافت اور سیاست میں اس کا کوئی ثانی اور مدمقابل نہیں اور دونوں کا نام استعمال کر کے وہ ''فتنہ قادیانیہ'' کی جڑیں مضبوط کرنا چاہتے تھے مگر اس کتاب کے مندرجات سے جب لوگوں کو آگاہ کیا گیا تو ان تمام سازشیوں کے خلاف نفرت وحقارت اور غم وغصے کی زبردست فضا رونما ہو گئی تھی جو تا قیامت رہے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

عبدالمجید سالک کی معذرت

''یاران کہن'' کے مندرجات سے آگاہی پر مولانا ابوالکلام آزاد کی تردید کے بعد عبدالمجید سالک نے مولانا آزاد کے سیکرٹری محمد اجمل کے نام جو خط لکھا تھا درج ذیل ہے۔(اس کی کاپی آغا شورش کشمیری کے نام بھی ارسال کی گئی تھی)

''عزیزم مکرم حضرت آغا۔ اسلام علیکم۔ میں نے آج مولانا اجمل صاحب پرائیویٹ سیکرٹری مولانا ابو الکلام آزاد کی خدمت میں ایک مکتوب بھیجا ہے جس کی نقل آپ کو بھیجتا ہوں براہِ کرم چٹان کے آیندہ پرچے میں درج کر دیجئے میں نے تو محض چند باتیں جو میرے حافظہ میں محفوظ تھیں بے تکلف لکھدی تھیں ورنہ احمدیت یا احمدیت کی طرف مولانا کے رجحان کا اظہار حاشاوکلا مقصود نہ تھا بہرحال اس مختصر مکتوب کی اشاعت کے بعد یہ قصہ ختم ہو جانا چاہیے۔''

والسلام۔سالک

''مکرم محترم اجمل صاحب اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے آپ کے ایک مکتوب کا اقتباس چٹان میں پڑھ کر بے حد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدمہ ہوا۔ اس لیے کہ حضرت مولانا کی خدمت اقدس میں مجھے ۱۹۱۵ء سے نیاز حاصل ہے اور چالیس اکتالیس سال کی اس طویل مدت میں ایک لمحے کے لیے بھی حضرت کے ساتھ میری عقیدت کبھی کم نہیں ہوئی۔ اور انشاء اللہ تادم مرگ اس جذبے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ مذکورہ مکتوب سے مجھ پر حضرت کی شان میں غلط بیان کا الزام عائد ہوتا ہے جو میرے لیے بے حد کرب واذیت کا باعث ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے انتقال پر ۴۸ برس گزر چکے ہیں اور احمدیوں نے سینکڑوں دفعہ اس شذرے کو جو مرزا صاحب کے انتقال پر وکیل میں چھپا تھا شائع کر کے فائدہ اٹھایا ہے لیکن نصف صدی کی اس مدت میں مولانا کی طرف سے کبھی یہ ارشاد نہ ہوا کہ یہ شذرہ آپ کا لکھا ہوا نہ تھا اور چونکہ حضرت مولانا اس زمانے میں وکیل کے مدیر تھے اس لیے اخبار بینوں کے نزدیک اس کے ادارتی مندرجات کی مسئولیت بھی آپ ہی پر تھی۔ اس کے علاوہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے احمدیوں نے ایک دو موقع پر بعض روادار اور ہمدرد احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا کے متعلق لکھا ہے کہ مولانا نے مرزا صاحب کے انتقال پر ہم سے ہمدردی کا اظہار کیا اور جب مرزا صاحب کا جنازہ قادیان لے جایا جا رہا تھا تو مولانا امرتسر سے بٹالہ تک ساتھ گئے تھے ہو سکتا ہے کہ ان امور میں میرے حافظہ نے میرا ساتھ نہ دیا ہو اور حضرت مولانا ہی کے وہ ارشادات درست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جن کی بناء پر آپ نے شورش صاحب کو مکتوب لکھا
بہرحال مجھے یارانِ کہن میں بیان کردہ واقعات کی صحت پر
اصرار نہیں ہے اور میں آپ کی تردید کے آگے سر تسلیم خم کرتا
ہوں۔ دہلی کلاتھ ملز کے مشاعرے میں ۲۵ فروری کو دہلی آ رہا
ہوں انشآء اللّٰہ تعالیٰ آستانہ عالی پر حاضر ہو کر اعتذار پیش
کرونگا۔ حضرت مولانا کی خدمت میں آداب نیاز۔
سالک

مولانا آزاد کا ایک عظیم کارنامہ ''تفسیر قرآن'' ہے جو سادگی، سلامت اور اسلوب کے اعتبار سے ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے، عربی زبان سہل التلفظ زبانوں میں سے ہے، چونکہ مولانا کی مادری زبان عربی تھی، اور اس میں جو مہارت ان کو تھی اس کی بدولت انہوں نے آیات قرآنی کا مفہوم پیش کر کے اپنی انفرادیت قائم کی، مولانا کی زندگی میں ترجمان القرآن کی دو جلدیں تو بڑے سائز کی تقطیع پر شائع ہوگئی تھیں، تیسری جلد ان کی وفات کے بعد مولانا غلام رسول مہر نے مرتب کر کے شائع کرائی ہے، ان ہی دو جلدوں میں انہوں نے قرآن کے اٹھاروں پاروں کی تفسیر لکھی تھی۔

مولانا آزادؒ کی مستقل تصنیفات کے علاوہ ان کے دو مقدمے اور دیباچے بھی خاص طور پر ہیں، جو انہوں نے مشہور ادیبوں اور شاعروں کی کتابوں پر لکھے تھے، ان میں یادگار حالی (صالحہ عابد حسین) مثنویات میر و مرقع شعر (رامپر بابو سکینہ) گلستان ہزار رنگ (بہاؤالدین) نوائے حیات (یحیٰ اعظمی) سرود زندگی (اصغر گونڈوی) اور شہید اعظم (ملیحہ آبادی) الثورۃ الھندیہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مرزا قادیانی کی میت

روانگی کا عبرتناک منظر

مولانا ابوالکلام آزاد جیسی نفیس طبع اور نظافت پسند شخصیت کو مرزا غلام احمد قادیانی کے جنازے میں شرکت کی بہتان تراشی کی گئی ہے۔ جب کہ صورت حال یہ تھی کہ برانڈرتھ روڈ لاہور میں واقع لاہوری مرزائیوں کے دفتر کے واش روم میں مرزا صاحب کی موت واقع ہوئی تھی اب مرزا صاحب کی میت کو قادیان تک لے جانے کا مرحلہ درپیش تھا۔ جب مرزا صاحب کی وفات کا اعلان ہوا تو لاہور میں زبردست مخالفانہ ہنگامہ آرائی ہو گئی۔ کشیدہ صورت حال کے پیش نظر حکومت نے اس علاقے میں کرفیو لگا کر میت لاہور ریلوے اسٹیشن تک پہنچائی مگر عام ریل گاڑی میں مسافروں کے ساتھ میت رکھنے میں سخت دشواری حائل تھی۔ نازک صورت حال کے پیشِ نظر میت کے لیے الگ ڈبہ بک کرانے کی کوشش کی گئی تھی جس پر متعلقہ شعبے کے عملے نے ریل کا ڈبہ خالی نہ ہونے پر معذرت کی۔ اس پر انگریز حکمرانوں کی طرف سے اسٹیشن ماسٹر لاہور پر زبردست دباؤ ڈالا گیا کہ ہر ممکن صورت میں ریل کا ڈبہ فراہم کر کے مرزا صاحب کی میت قادیان تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچائی جائے۔

چنانچہ اس وقت لاہور ریلوے اسٹیشن پر متعلقہ عملے کے ایک کارکن اور فراہمی ڈبہ کے انچارج جناب ملک سراج الدین تھے جن کی بابت جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے ۲۰ اپریل ۲۰۰۱ء کے شمارے میں بعنوان ''ردقادیانیت اور ایک انکشاف'' ختم نبوت میں علماء اہل حدیث کی بے مثال خدمات۔ قاری نعیم الحق نعیم نے ۱۳ اپریل ۲۰۰۱ء کے شمارے میں صفحہ ۲۲ پر لکھا کہ

> ''مرزا صاحب کے انتقال کے بعد لاہور کی احمدیہ بلڈنگ سے ان کی لاش کو قادیان لے جانے کے لیے جب لاہور ریلوے اسٹیشن کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو اس پر اینٹ پتھر اور گندگی کی ایسی بارش ہوئی کہ تاریخ میں کسی بدترین کافر کے لیے بھی ایسی ذلت اور رسوائی کا سراغ نہیں ملتا۔''

اس کے بعد لاہور ریلوے اسٹیشن پر اس دجال کی لاش کس طرح قادیان لے جائی گئی؟ اس کی تفصیل سنئے:

اس وقت ریلوے بوگیوں کی الاٹمنٹ پر جس شخص کی ڈیوٹی تھی وہ ملک سراج الدین عراقی مرحوم آف سوہدرہ تھے۔ ملک سراج الدین عراقی مرحوم، پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی مرحوم کے سگے ماموں تھے۔ رشتے میں راقم کے تایا تھے۔ بڑے دبنگ انسان تھے۔ ۱۹۰۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کر کے ریلوے میں ملازم ہوئے۔ بڑی جرأت اور ہمت کے مالک تھے۔ جب مرزا صاحب کے لواحقین نے آپ سے رابطہ کیا کہ ہمیں ایک بوگی چاہیے جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مرزا صاحب کی لاش کو قادیان لے جایا جائے تو ملک سراج الدین عراقی مرحوم نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میرے پاس ایک بھی بوگی نہیں ہے۔ چنانچہ لواحقین مرزا نے انگریز اسٹیشن ماسٹر سے رابطہ کیا۔ اسٹیشن ماسٹر نے ملک سراج الدین عراقی کو بلا کر کہا ان کو ایک بوگی الاٹ کیجئے تا کہ اس میں یہ مرزا صاحب کی لاش کو قادیان لے جاسکیں۔

ملک سراج الدین عراقی نے اسٹیشن ماسٹر کو صاف جواب دے دیا کہ میرے پاس ایک بھی بوگی نہیں ہے اور میں اس معاملے میں ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ انگریز اسٹیشن ماسٹر نے دھمکی بھی دی کہ آپ کو بوگی دینی پڑے گی لیکن ملک سراج الدین عراقی مرحوم نے پھر وہی جواب دیا کہ میرے پاس کوئی بوگی نہیں ہے۔ البتہ (کوڑے کرکٹ) والی ایک بوگی جس میں گندگی کا ڈھیر ہے اس میں اسٹیشن اور اس کے گرد نواح کا کوڑا ڈالا جاتا ہے، اسٹیشن سے تقریبا ایک فرلانگ کے فاصلے پر لائن پر کھڑی ہے وہ مل سکتی ہے۔

اسٹیشن ماسٹر نے کہا وہی بوگی ان کو دے دو۔ چنانچہ وہ کوڑے کرکٹ والی بوگی مرزا صاحب کے لواحقین کو دے دی گئی اور گندگی کے ڈھیر پر مرزا صاحب کی لاش رکھ کر قادیان پہنچائی گئی۔

انگریز اسٹیشن ماسٹر اور ملک سراج الدین عراقی کے درمیان بہت سخت گفتگو ہوئی، یہاں تک کہ انگریز ماسٹر نے آپ کے خلاف ایکشن لینے کا فیصلہ کر لیا۔ ملک سراج الدین عراقی تاڑ گئے اور اس کے حکم سے پہلے ہی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور واپس سوہدرہ آ گئے۔ (ملک عبدالرشید عراقی سوہدرہ)

(الاعتصام ۲۰ اپریل ۲۰۰۱ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب کی میت کو جن ناگفتنی حالات میں قادیان پہنچایا گیا ایسے میں مولانا ابوالکلام آزاد یا کسی بھی غیر احمدی شخص کا اس گاڑی میں سفر کرنا خالی اور خطرہ ہرگز نہ تھا۔ سالک کو افسانہ گھڑنے اور مولانا آزاد کی ذات کو مرزا قادیانی کے مداحوں میں شامل کرنے کی کذب بیانی کے بجائے جعل سازی کا کوئی اور راستہ اختیار کرنا چاہیے تھا۔ جو لوگوں کے لیے قابل قبول ہوسکتا۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کا شعری ذوق

مولانا آزاد شعری ذوق بھی رکھتے تھے، وہ بارہ تیرہ برس کی عمر میں شعر کہنے لگے تھے، ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء کی بات ہے، بمبئی سے نکلنے والے ایک گلدستے ارمغان فرخ میں طرح مصرعہ تھا:

''پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی''

مولانا نے گیارہ اشعار کی غزل لکھی، چند اشعار درج ذیل ہیں۔

نشتر بہ دل ہے آہ کسی سخت جان کی
نکلی صدا تو فصد کھلے گی زبان کی
گنبد ہے گردباد تو ہے شامیانہ گرد
شرمندہ میری قبر نہیں پاسبان کی
آزاد بے خودی کے نشیب و فراز دیکھ
پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

یہ مولانا کے ابتدائی اشعار تھے لیکن یہ سلسلہ زیادہ عرصہ جاری نہ رہ سکا اور مولانا سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہوگئے۔ مولانا آزاد اپنے عہد کے سب سے نمایاں اور مثالی ادیب تھے ان کی خوبصورت نثر کے بارے میں حسرت موہانی نے کیا بھرپور تبصرہ کیا ہے ان کا کہنا ہے۔

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظم حسرت میں کچھ مزا نہ رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانی دجل و تلبیس کی جھلک

مندرجہ بالا خط میں عبدالمجید سالک صاحب نے اگرچہ مولانا ابوالکلام آزاد کی مرزا قادانی کے جنازے میں شرکت پر یقین واعتماد کے ساتھ اظہار خیال نہیں کیا اس کے باوجود لکھا ہے کہ مرز قادیانی کے جنازے میں شرکت اور بٹالہ تک ساتھ جانے کی بابت قادیانیوں کے لٹریچر میں کئی مرتبہ تذکرہ آیا ہے اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ لیکن میں نے اپنی معلومات کے مطابق اپنی کتاب یاران کہن میں تذکرہ کر دیا تو ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا ہے، ہوسکتا ہے میرے حافظہ نے میرا ساتھ نہ دیا ہواور مولانا ہی کے ارشادات درست ہوں، بہرحال مجھے یاران کہن میں درج ذیل واقعات کی صحت پر اصرار نہیں ہے اور میں آپ کی تردید کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ میں ''دہلی کا تھ ملز'' کے مشاعرے میں ۲۵ فروری کو آرہا ہوں۔ انشآء اللہ تعالیٰ آستانہ عالی پر حاضر ہو کر اعتذار پیش کروں گا۔

(سالک)

سوال یہ ہے کہ اگر یہ قصہ صحیح ہوتا تو جو لوگ مولانا آزاد کے سخت ترین مخالف ہیں انہوں نے سیاسی مخالفت میں جہاں اور بہت سے الزامات عائد کئے اور بہتان باندھے ہیں وہاں وہ مولانا آزاد کے مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت کا الزام کیوں نظر انداز کر گئے ہیں؟ خاص طور پر ''لاہوری باشندے'' تو اسے ہرگز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف نہ کرتے۔ جبکہ مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کے لوگوں نے اعتراف کیا ہے کہ ہم برانڈرتھ روڈ سے لاہور اسٹیشن تک ان کی میت فوجی مسلح گارڈ کے پہرے میں بڑی مشکل کے ساتھ لے کر گئے تھے۔ ایسے ناگفتہ بہ ماحول میں اگر مولانا آزاد شریک جنازہ ہوتے تو لوگ ان کی تکا بوٹی کر دیتے اور ہمیشہ کے لیے نشان عبرت بنا دیتے۔

یہ واقعہ ۱۹۰۸ء کا ہے حضرت علامہ اقبال اور ان کے رفقاء اس وقت زندہ تھے انہوں نے کس مصلحت کے تحت ابوالکلام آزاد کے اس مبینہ غیر اسلامی اور غیر اخلاقی اقدام پر خاموشی اختیار کئے رکھی تھی جبکہ علامہ اقبال کی وفات ۱۹۳۸ء میں ہوئی تھی۔ نیز نوائے وقت نے اسے کیوں نظر انداز کیا، اور مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کرنے کا ایک اور حربہ کیوں نہ استعمال کیا؟

علاوہ ازیں خود عبدالمجید سالک مولانا ظفر علی خاں کی گرفتاری کے بعد روزنامہ زمیندار لاہور کے ایڈیٹر مقرر ہوئے تھے انہوں نے اپنے دور ادارت میں اتنے بڑے واقعے کو زمیندار میں کیوں نہ شائع کیا اور ۱۹۰۸ء تا ۱۹۵۶ء قریباً نصف صدی تک یہ واقعہ اپنے سینے کے نہاں خانے میں کیوں چھپائے رکھا؟

جہاں تک قادیانیوں کے لٹریچر میں اس واقعے کے ذکر کا تعلق ہے اور کوئی نہ سہی عبدالمجید سالک کو تو اس لٹریچر کے حوالے سے اس کا تذکرہ کر دینا چاہیے تھا۔ یہ انہوں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد کے وقت کا انتظار کیوں کیا؟ نیز لاہور میں کئی ادبی ادارے اور مکتبے موجود ہیں انہیں نظر انداز کر کے آغا شورش کاشمیری اور مکتبہ چٹان کو منتخب کرنے کا پس منظر اور جذبہ محرکہ کیا تھا؟

بہرنوع۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی جانب سے مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت کے بہتان کی تردید کے بعد میں نے ہفت روزہ دعوت کے اگلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمارے میں آغا شورش صاحب کی توجہ مبذول کرانے کی خاطر لکھا تھا کہ

''یارانِ کہن'' کی جتنی کاپیاں مختلف بک سیلروں کو دی گئی ہیں اِن سے واپس لے کر ایک تردیدی صفحہ کتاب میں چسپاں کر دینا چاہیے تو غلط تاثر کا کچھ تدارک ہو سکے گا۔ علاوہ ازیں اس کا یہ پہلو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ یہ کتاب تو لوگوں کے ہاتھوں میں یا کتب خانوں میں چلی گئی ہے۔ لیکن ہفت روزہ چٹان اور ہفت روزہ دعوت میں تردیدی بیانات بک سٹالوں اور اخباری ایجنسیوں، کے ہاں موجود ہیں۔ جن لوگوں نے یارانِ کہن کتاب کا مطالعہ کرنا ہے انہیں چٹان اور دعوت کے مندرجہ جات کا علم نہ ہوگا۔ لہٰذا بہتر ہے کہ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن مولانا آزاد کے تردیدی بیان کے ساتھ جلد شائع ہو جانا چاہیے۔ علاوہ ازیں مجھے یہ بھی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ قادیانی جماعت نے یاران کہن کی تمام جلدیں مارکیٹ سے خرید کر اپنے مرکز میں جمع کر لی ہیں، اب وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اسے استعمال کرتے رہیں گے۔

چند روز بعد آغا صاحب سے ملنے کے لئے دفتر چٹان میں گیا تو آغا صاحب مجھے دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گئے کہ مولانا آزاد کے ہاں تو نے مجھے رُسوا کرادیا۔ اور تلخ لہجے میں مجھ پر ایسے برسے کہ مجھے بھی طیش آ گیا، میں نے کہا آغا صاحب یہ آپ کی ذات کا مسئلہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ کی ناموسِ ختم نبوت کا مسئلہ ہے اس پر تو کئی ابو الکلام اور کئی شورش قربان کئے جا سکتے ہیں۔ کیا آپ نے کتاب کے مندرجات اور مولانا آزاد کا یہ حوالہ اشاعت سے پہلے دیکھا نہ تھا؟ اس پر آغا صاحب کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور پارہ ڈاؤن ہو گیا تھا۔ اعتدال کے ماحول میں ہماری گفتگو جاری تھی کہ مولانا غلام رسول مہر تشریف لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے۔ انہوں نے مولانا آزاد کی جانب سے تردید پر اظہار اطمینان کرتے ہوئے اقدام کی تحسین کی تھی۔ مولانا مہر صاحب کی خدمت میں گزارش کی گئی کہ وہ نئی صورت حال کے پیش نظر کتاب کے نئے ایڈیشن کے لئے ضرور لمحہ فراغت مخصوص کر کے چند کلمات تحریر فرمادیں تو امت پر آپ کا احسان ہوگا۔ چنانچہ یاران کہن کے دوسرے ایڈیشن کا مقدمہ مولانا مہر صاحب کا تحریر کردہ ہے اور ابتداء میں چند سطور راقم الحروف نے لکھی تھیں۔ نیز مولانا مہر صاحب نے اپنی کتاب نقشِ آزاد میں بھی راقم کی اس کوشش کی تحسین کی ہے۔

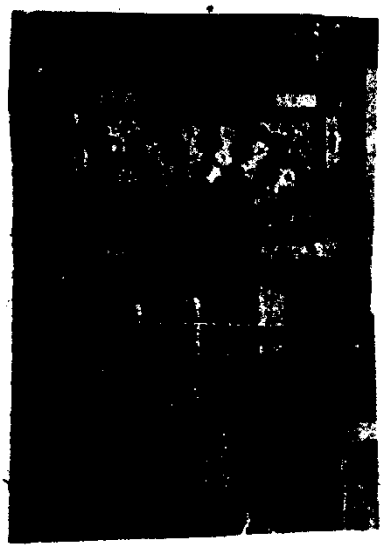

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

سالک کی مولانا آزاد سے ملاقات کی کوشش

عبدالمجید سالک صاحب نے اپنے مکتوب میں ۲۵ فروری ۱۹۵۶ء کو دہلی کلاتھ ملز کے مشاعرے میں شرکت کے اوقات میں مولانا آزاد سے ملاقات کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہماری نصرت فرمائی کہ سالک نے اپنے ایک دوست کو حقائق سے آگاہ کرتے ہوئے خط لکھا تھا وہ خط اس دوست نے مجھے بھیج دیا، چنانچہ ایک روز مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی تشریف لائے تو میں نے انہیں سالک صاحب کا خط دکھلایا جس میں مولانا آزاد کی طرف سے ملاقات کا موقع نہ دینے کا تذکرہ تھا، قاضی صاحب وہ خط حضرت امیرِ شریعت کو دکھلانے لے گئے بعد ازاں قاضی صاحب جب وفات پا گئے تو ان کے گھر سے خطوط کا جو بنڈل دستیاب ہوا تھا وہ مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرحیم اشعر مرکزی دفتر عالمی ختم نبوت حضوری باغ ملتان میں لے آئے تھے۔ خطوط کا وہ بنڈل ملتان کے دفتر میں میری نظر سے بھی گزرا تھا۔ اس وقت دفتر کے عملے کو تاکید کی گئی تھی کہ ان خطوط میں ایک خط سالک صاحب کا ہے جو میں نے قاضی صاحب کو دیا تھا وہ مجھے دے دیا جائے تاکہ میں اپنے مضمون میں اسے شریکِ اشاعت کر سکوں۔ مگر نہ وہ مجھے خط مل سکا اور نہ ہی مجلسِ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے بانی امیر مولانا قاضی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان احمد شجاع آبادی کے سوانح عمری کے ساتھ ان کے معلومات افزاء تاریخی اور نادر خطوط ہی شائع کئے جا سکے ، جو ایک نادرو نایاب تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بہرنوع ۔عبدالمجید سالک صاحب نے اپنے اس خط میں لکھا تھا کہ میں نے مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کی بہت کوشش کی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا پھر میں نے ملاقات کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ ان کے دفتر کو جانے کے اوقات میں ان کی رہائش گاہ کے باہر سبزہ زار میں کھڑا ہو گیا۔مولانا صاحب جب کمرے سے باہر تشریف لائے اور مجھے کھڑا دیکھا تو غضبناک لہجے میں فرمایا:

سالک صاحب! یہ تم نے کیا حرکت کی؟

میں نے جواب میں عرض کیا کہ مولانا: اسکی تو تردید ہو گئی ہے۔اتنے میں مولانا نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے فرمایا:

جایئے ۔تردید کا حق ادا کیجیے۔

عبدالمجید سالک نے اپنے اس مکتوب میں اعتراف کیا ہے کہ یاران کہن میں شائع کئے گئے جھوٹے واقعے پر مولانا ابوالکلام آزاد خاصے برہم اور غضبناک تھے۔اگر اس میں صداقت کا کچھ بھی حصّہ ہوتا تو مولانا اپنے ایک دیرینہ شناسا پاکستانی باشندے کے ساتھ ایسا سلوک ہرگز نہ کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

امیر شریعت کا اعترافِ عظمت آزاد

پاکستان میں تحفظِ ختمِ نبوت کے بانی اور متحدہ ہندوستان میں باقاعدہ جماعتی نظم ونسق کے تحت فتنہ قادنیت کے انسداد کی تحریک کے سربراہ امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کی خدمت میں یارانِ کہن کا نسخہ پیش کرتے ہوئے راقم الحروف نے مولانا ابو الکلام آزاد کی شخصیت کے بارے میں کتاب سے اقتباس پڑھ کر سنایا تو شاہ صاحب کے چہرے کا رنگ مزید سرخ ہو گیا۔ اور حیرت اور استعجاب کی صورت میں فرمایا:

ابو الکلام ۔۔۔۔ اور مرزا قادیانی کی تحریر سے متاثر ہو جائے؟ وہ کوئی اور ہو گا۔ شورش کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، اسے سمجھاؤ!

ابو الکلام تو خود مافوق الفطرت صلاحیتوں سے متصف ایک عبقری شخصیت ہے۔ علامہ اقبال نے تو گوئٹے کے بارے میں کہا تھا

؎ نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

میں ابوالکلام کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے اقبال کے شعر میں ترمیم کرتا ہوں۔

؎ نیست پیغمبر ولے دارد کلام

جس طرح گوئٹے کوئی نبی اور پیغمبر نہ تھا، مگر سرمایہ داری کے خلاف اسکی کتاب کو بہت اہمیت حاصل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع اور ختم ہو گیا ہے۔ ابو الکلام آزاد کوئی نبی اور رسول نہیں ہے مگر اُس کا کلام، اُس کا خطاب، اس کی تحریر و انشاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبرانہ خصوصیات و صفات کی آئینہ دار ہیں۔ ایسا شخص مرزا قادیانی جیسے فرنگی جاسوس کے جنازے میں کیسے شریک ہوسکتا ہے۔؟

خدانخواستہ اگر ابوالکلام آزاد مرزا قادیانی کی طرح ٹیڑھے اور غلط راستے پر گامزن ہو جائے تو اس پر قابو پانا اور سنبھالنا مشکل ہو جائے۔ یہ مرزا قادیانی ہی جاہل ایسا تھا جسے امت نے بری طرح چت کر لیا ہے، سالک نے مولانا ابوالکلام کی بابت یہ کذب بیانی سے اپنی علمی تاریخ ضائع کر دی اور جہالت کدے کی راہ اختیار کر لی ہے۔ ابوالکلام کو دیکھ کر تو اسلاف کی عظمتِ شان کا نقش دل پر ثبت ہوتا ہے۔ ابوالکلام آزاد کا حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت پر یقین و ایمان ہمارے نظریئے اور عقیدے کی تقویت کا باعث ہے۔ اس کی اسلام کے عقیدۂ ختم نبوت اور صحیح نظریات پر ثابت قدمی دورِ حاضر میں صداقتِ اسلام کی ایک تابندہ علامت قرار دی جاسکتی ہے۔

پھر شاہ جی نے فرمایا کہ میں دو حضرات کی خشوع خضوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی سے بہت متاثر ہوا ہوں ایک مولانا محمد الیاس دہلوی (بانی تبلیغی جماعت) اور دوسرا مولانا ابو الکلام آزاد۔ قرونِ اولیٰ کے بعد امت مسلمہ کے آخری دورِ انحطاط میں جہاں امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کا نام لیتے ہیں۔ وہاں ابو الکلام آزاد بھی اسی قافلے کا پسماندہ راہی ہے۔

سالک نے اپنی کتاب میں ابوالکلام کے ساتھ مرزا قادیانی کا بے ہودہ حوالہ دے کر بڑی گستاخانہ حرکت کی ہے۔

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ابوالکلام تو خود امام الہند کے لقب سے سرفراز ہے وہ کسی گھسیارے کے سامنے سرنگوں ہو کر دست بستہ قیام کیسے کر سکتا ہے؟

قادیانیوں نے برصغیر پاک و ہند کی دونوں عبقری اور فوق الفطرت خصوصیات کی حامل شخصیات کی عظمت سے استفادے کی بہت سازشیں کیں مگر ان

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہر چال الٹی پڑ گئی۔ ان میں ایک ابوالکلام آزاد اور دوسرا علامہ اقبال، اگر فرنگی شاطروں کی گہری سازشوں اور خطرناک چالوں پر نگاہ نہ رکھی جاتی اور علامہ اقبال کشمیر کمیٹی سے جماعت احمدیہ کے امیر مرزا بشیر الدین محمود کو نکال باہر نہ کرتے تو برصغیر پاک و ہند خصوصاً کشمیر اور قادیان کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

شکر کرو! کہ مولانا ابوالکلام آزاد زندہ ہیں اور توجہ دلانے پر انہوں نے مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت اور رسالہ وکیل امرتسر میں مرزا کی بابت لکھے گئے شذرے کی تردید کر دی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی تو سکہ بند برطانوی جاسوس تھا۔ اس کی بابت اقبال نے کہا ہے۔

ایں غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشہ اورا حرام

جو شخص جدی پشتی فرنگی سامراج کا ٹاؤٹ ہو، جس نے ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھ کر اپنی وفاداری کا یقین دلایا ہو، اور ملکہ برطانیہ کو ''آسمانی نور'' اور اپنے آپ کو زمین کا نور ظاہر کر کے ملکہ وکٹوریہ کی برکات کا حصہ قرار دیا ہو ابوالکلام آزاد جیسی فرنگ دشمن اور فراست ایمانی سے مالا مال شخصیت کا عقیدت و احترام کے جذبات کے ساتھ مرزا قادیانی جیسے گھسیارے کے جنازے میں شرکت کرنے کی بات سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

میں تو کہا کرتا ہوں فرنگی شاطروں کی حرکات وسکنات سے آشنائی ہر شخص کے بس کی بات نہیں میرا ایک شعر ہے۔

چہ گویمت زکمال فرنگ دشمن دیں
نشاں دہد زمقامے کہ اہر من چہ رسد

فرنگی کی شاطرانہ چالوں سے تو شیطان بھی پناہ مانگ گیا کہ اسے سمجھانا تو میرے بس کی بات نہیں ہے۔ فرنگی تو شیطان کا بھی استاد معلوم ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

کلام اقبال پر تضمین

مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی مناسبت سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مصرعہ

نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

کئی روز تک زبان زد رہا، کلام اقبال کی کتاب ''پیام مشرق'' میرے کتب خانے کے مجمع میں نگاہوں سے اوجھل تھی۔ پہلے مصرعے کی بابت ارباب ذوق احباب سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی معذرت پیش کی کہ لوح دماغ میں اس وقت مستحضر نہیں ہے۔ اسی دوران مجھے کیا سوجھی کہ پہلا مصرعہ اس طرح ہو گیا کہ

قوم بھوکی رکھ کے خود کھائے کباب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

اقبال فیروز صاحب کھل کھلا کے خندہ زن ہو گئے۔ کہنے لگے یہ کیا ہوا؟ پہلا مصرعہ اردو دوسرا فارسی؟ میں نے کہا بال جبریل بھی تو اردو زبان کی کتاب ہے یہ آخری صفحے پر ''زدیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست'' فارسی کا کلام کا اندراج اگر جائز ہے تو یہ جائز کیوں نہیں؟ بہر نوع بعد میں پیام مشرق سے وہ مصرعہ نظر نواز ہو گیا۔ علامہ صاحب نے ''جلال و گوئٹے'' کے زیر عنوان فرمایا:

شاعرے کو ہمچو آں عالی جناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

اسی طرح ''نیٹشا'' کے بارے میں اقبال نے کہا ہے۔

آنکہ بر طرح حرم بت خانہ ساخت
قلب او مومن دماغش کافر است

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی بابت نوٹ میں لکھا ہے کہ نیٹشا نے مسیحی اخلاق پر زبردست حملہ کیا ہے اس کا دماغ اس لئے کافر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے گو بعض اخلاقی نتائج میں اس کے افکار اسلام کے بہت قریب ہیں۔

قلب او مومن دماغش کافر است

حضرت نبی کریم ﷺ نے عرب شاعر امیہ بن صلت کی بابت بہت پہلے فرمایا تھا:

﴿اٰمَنَ لِسَانُهٗ وَ كَفَرَ قَلْبُهٗ﴾

یعنی زبان سے تو وہ دین اسلام کی صداقت پر ایمان لے آیا ہے مگر اس کا دل ابھی تک کفر کے دائرے میں ہی دھڑک رہا ہے۔

چنانچہ اسی سلسلے میں غیر مسلم نعت گو شعراء کا کلام بھی موضوع سخن بن سکتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حمد و نعت گوئی میں تو رطب اللسان ہیں۔ مگر ان کے دل کفر کے ظلمت کدے میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ ؎

از زبان مسلم دماغش کافر اند

کا صحیح مصداق معلوم ہوتے ہیں۔

بہر نوع بات کہاں سے کہاں تک چلی گئی اصل بات تو ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی عبقری شخصیت اور ان کے علمی کمالات و اوصاف کا تذکرہ تھا کہ جس طرح انسانوں میں سے ایسی عظیم اور فوق الفطرت شخصیات ہوگزری ہیں جو نبی اور پیغمبر کی حیثیت تو نہ رکھتی تھیں۔ مگر ان کے علم اور ان کے افکار و خیالات کی گہرائی زبردست اہمیت کی حامل تھی۔ ان شخصیات کا وجود جو دوسرے انسانوں کے لئے روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتا تھا۔ ایسی عبقری شخصیات کو کسی جاہل مطلق سے متاثر قرار دینا حماقت و جہالت کی انتہا ہے۔ پوری کائنات انسانی کے لئے بہترین نمونہ اور ماڈل صرف حضرت محمد رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے اور بس۔!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مولانا ابوالکلام رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ تحسین

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد بے شمار شخصیات نے ان کی عبقریت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں زبردست خراجِ عقیدت و احترام پیش کیا ہے اور اسی موضوع سے متعلق تمام معلومات اور مواد اکٹھا کر دیا جائے تو کئی جلدوں میں ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ حقیقت یہی ہے کہ بقول امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ''نیست پیغمبر و لے دارد کلام'' کا صحیح مصداق اور آئینہ دار تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی تشریح اور تفسیر پر قلم اٹھایا تو سورہ فاتحہ پر ضخیم کتاب تیار ہوگئی۔ مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر پورا قرآن نازل نہ بھی ہوتا اور فقط سورۃ والعصر نازل ہو جاتی تو انسانی ہدایت کے لئے کافی تھی۔ اور ترجمان القرآن کے زیرِ عنوان تفسیر میں ایسا نادر اور منفردانہ اسلوب اختیار کیا کہ معاصرین و مفسرین انگشت بدنداں رہ گئے اور بانی جماعت اسلامی مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی جیسی عبقری شخصیت نے تو اپنے ماہانہ رسالے کا نام ترجمان القرآن رکھ کر ان کے اندازِ تحریر بیان کو مشعلِ راہ بنا لیا تھا۔

دار العلوم دیوبند کے اوّلین شاگرد اور برصغیر میں تحریک آزادی کو پروان چڑھانے والی اور ترک موالات کی بانی عظیم شخصیت شیخ الہند مولانا محمود حسن (اسیر مالٹا) نے مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے متاثر ہو کر فرمایا تھا کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہمیں بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا اور خواہ بیدہ امت مسلمہ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا ہے۔

دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ محمد انور شاہ کشمیری سے کسی نے مولانا آزاد کے بارے میں تاثرات معلوم کئے تو فرمایا۔

"وہ تو اذکی الناس ہیں۔ یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ نکتہ رس اور مجسمۂ ذکاوت وفقاہت ہیں۔"

مصر کے مقبول ترین اخبار المنار کے ایڈیٹر علامہ رشید رضا ہندوستان کے دورے پر تشریف لائے تو دار العلوم دیوبند کے شیوخ نے ان کے استقبالئے کا اہتمام کیا اور حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فصیح عربی زبان میں ان کی خدمت میں سپاس تشکر پیش کرتے ہوئے ان کی علمی وادبی خدمات کی تحسین کی، جسے سن کر شیخ رشید رضا مبہوت ہو گئے، بعد ازیں علامہ رشید رضا ہندوستان کی عظیم مسلم یونیورسٹی علی گڑھ گئے" مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عربی خطاب کا اردو میں ترجمہ کیا تو شیخ رشید رضا سمیت تمام سامعین ایک خوبرو نوجوان کی شستہ وشگفتہ بیانی اور علمی وادبی نکتہ آفرینی پر محو حیرت تھے۔ شیخ رشید رضا نے ہند سے واپسی پر اپنے تاثرات میں کہا کہ

"اگر میری شیخ الحدیث علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالکلام آزاد سے ملاقات نہ ہوتی تو ہندوستان سے سخت مایوس لوٹتا اور اس ملک کو علم و ادب کے اعتبار سے "جہالت کدہ" قرار دیتا۔ مگر شیوخ کو میں نے جبال العلم اور بحر العلوم کی عظمتوں سے سرفراز پایا اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ ہندوستان کا یہ سفر میری زندگی کا ناقابل فراموش مرحلہ ہے اس کی یادوں کے نقوش تابدار موتیوں کی مانند ہمیشہ درخشاں رہیں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مرزا قادیانی کے حق میں لکھنے والا کون تھا؟

مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کے ساتھ وابستہ کئے گئے جھوٹے واقعات کی اگرچہ مندرجہ بالا سطور میں واضح تردید ہو چکی ہے۔ مگر یہ سوال باقی ہے کہ وکیل میں مرزا صاحب کے بابت جو شذرہ لکھا گیا تھا اور مولانا آزاد نے اپنے تردیدی بیان میں جس منشی عبدالمجید کپورتھلوی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا وہ کون تھا، کیونکہ اس کا نام پہلی مرتبہ سامنے آیا تھا قبل ازیں کسی بھی صورت میں اس کا نام ہرگز ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اس دور کے نہ تو ایڈیٹروں میں اس کا کوئی تذکرہ ہے نہ علم وادب اور تصنیف وتالیف کے حلقوں میں اس کا کوئی حوالہ موجود ہے۔

میرے خیال میں تو یہ ایک فرضی نام ہے جو وکیل امرتسر میں درج کیا گیا ہوگا۔ اصل میں کھیل کا تانا بانا قادیانیوں ہی کا تیار کردہ ہے انہوں نے ہی وکیل امرتسر کی ادارت سے مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی علیحدگی کے بعد مرزا صاحب کے حق میں خود ہی شذرہ لکھا ہوگا اور مولانا آزاد کی ذات کے ساتھ منسوب کر دیا ہوگا۔ جہاں تک کپورتھلہ کی بات ہے چونکہ میرا تعلق بھی ریاست کپورتھلہ کی بڑی تحصیل سلطان پور لودھی سے ہے۔ بچپن کے دور میں ایک قادیانی ''محمود راما'' نامی لڑکا میرا گہرا دوست تھا، اس کا باپ منشی خدا بخش پٹواری مرزا قادیانی کے تین سو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرہ (۳۱۳) خاص حواریوں میں شامل تھا اس نے مجھے مرزا کے ساتھیوں کی کتاب دکھلائی تھی جس میں اس کا اپنا نام بھی درج تھا اور کپورتھلہ کے مولوی مظفر کا بھی۔ (کوئی ایسا ہی نام تھا)۔

قیام پاکستان سے پہلے میرا بچپن کا ساتھی مجھے قادیان میں لے گیا تھا۔ جس کی تفصیل میری کتاب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے حقائق میں درج ہے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ مرزائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا تھا، اس نے ایک مرتبہ لائل پور کے ایک وکیل سے ملاقات کرائی تھی کہ یہ ہیں محمد احمد مظہر صاحب ایڈووکیٹ، ان کی ایک تاریخی کتاب ہے ''عربی اُمّ الالسنہ'' یعنی عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے۔ یہ وکیل صاحب مولوی محمد احمد کے نام سے معروف اور کپورتھلہ کے باشندہ تھے، عین ممکن ہے انہوں نے خود یا ان کے کسی بڑے مرزائی منشی عبدالمجید کپورتھلوی نے وہ شذرہ لکھا ہوگا جسے مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ ''مڑھ'' (منتھی) کر دیا ہوگا۔ جس کا مقصد یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اتنی بڑی مذہبی شخصیت تھا کہ ابوالکلام جیسی بلند پایہ شخصیت نے بھی مرزا صاحب کی حمیت و غیرت اسلامی کے اعتراف میں شذرہ لکھ کر خراج تحسین پیش کیا ہے مگر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اس جانب مبذول کرائی گئی تو انہوں نے تردید کر کے قادیانی مکروفریب کا بھانڈہ پھوڑ کر ان کی سازش ناکام بنادی تھی۔

تعصب اور تفرقہ کا مظاہرہ

مولانا ابوالکلام آزاد کی طرف سے ۱۹۵۶ء میں واضح تردید کے بعد یہ بات ناقابل فہم ہے کہ اگست ۱۹۸۹ء کو بریلوی مکتب فکر کے ترجمان ''ندائے اہلسنت'' کو کیا سوجھی کہ اس میں نہ صرف مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامی کو ہدف تنقید و تنقیص بنایا گیا بلکہ خود بریلوی مکتب فکر کے ممتاز رہنما علامہ طاہر القادری کے بارے میں صفحہ اوّل پر چوکھٹے میں لکھا کہ

''طاہر القادری بھٹو سے بڑا آمر نہیں اور اس سے زیادہ غنڈہ نہیں۔''

ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور کی پیشانی پر قاری زوار بہادر'' کا نام درج ہے اور شمارہ نمبر۳ جلدا کے صفحہ اوّل پر جنرل (ر) انصاری اور مولانا عبدالستار خاں نیازی کی تصویریں بھی شائع کی گئی ہیں اور صفحے کے آخری حصے میں لکھا ہے کہ

وہابی امت بارہویں صدی کا عظیم فتنہ ہے۔

ندائے اہلسنّت کے اسی شمارے کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے۔

جمعیۃ علماء پاکستان کے سکرٹری اطلاعات علامہ سید شبیر احمد ہاشمی نے کہا ہے کہ

''اہلسنّت نے منکرین ختم نبوت اور قادیانی کی امت ملعونہ کا سب سے زیادہ محاسبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کی میت کو کندھا دیا اور اس کا جنازہ پڑھا، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ مجھے قادیانی کے کفر کی تحقیق نہیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہی نے قادیانی مرد اور عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی قادیانیوں کی حمایت کی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمود نے اسمبلی میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی کوئی قرار داد پیش نہیں کی۔ ۱۹۷۴ء میں بھی مولانا غلام غوث ہزاروی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مولانا عبدالحکیم نے قادیانیوں کے خلاف قرارداد پر دستخط نہیں کئے اور کسی دیوبندی عالم نے مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کو کافر نہیں کہا۔ (ندائے اہلسنّت ص ۸) اس پرچے میں لکھا ہے کہ طاہر القادری حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں اتر آئے ہیں، اعلیٰ حضرت بریلوی کو ماننے والے طاہر القادری سے الگ ہو جائیں۔ (علامہ اختر رضا بریلوی ص ۳)

''ندائے اہلسنّت'' کے مندرجہ بالا اقتباس میں سے علامہ طاہر القادری سے متعلق جو جملے استعمال کئے گئے ہیں انہیں نظر انداز کر دیجئے کیونکہ یہ ان کے اپنے مکتب فکر کا معاملہ ہے۔ لیکن مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اور علماء دیوبند کے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ان کی بابت اللہ کی آخری کتاب قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ کافی ہے۔

﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۝﴾

سوال یہ ہے کہ ان الزام تراشیوں اور بہتان طرازیوں کا محرک کیا ہے؟ کیا علماء دیوبند نے علماء بریلوی اور ان کے مکتب فکر کو ہدف تنقید بنایا تھا؟ کہ وہ جواب دینے پر مجبور ہو گئے اس کی کچھ وجہ سامنے آنی چاہیے۔

جہاں تک مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت کا سوال ہے جب انہوں نے تردید کر دی تھی تو ۱۹۵۶ء سے ۱۹۸۹ء تک ۳۳ برس کا عرصہ گزر جانے کے بعد جب کہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ بھی وفات پا گئے ہیں انہیں ہدفِ تنقید کس کے اشارے پر بنایا گیا ہے۔؟

نیز یہ بات خاص طور پر لائق توجہ ہے کہ مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے تو مرزا قادیانی کے جنازے میں سرے سے شرکت ہی نہیں کی تھی تو جنازے کو کندھ دینے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جنازہ پڑھنے کا افسانہ بریلوی علماء نے کس لئے گھڑا ہے؟

بریلوی مکتب فکر کے یہ وہ لوگ ہیں کہ محفل میلاد میں حضورﷺ کی تشریف آوری پر کھڑے ہو کر درود و سلام عرض کرنے کی سعادت پانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضورﷺ کی ذاتِ اقدس کو ہر وقت حاضر و ناظر سمجھتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات اس لئے ہدف تنقید بنائی جاتی ہے کہ اس نے حضور خاتم الانبیاءﷺ کے مقابلے میں اپنی ختم نبوت و مسیحیت موعود کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ کسی عام سیاسی شخص کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کا مسئلہ اور معاملہ ہے۔ ایسے نازک مسئلے کی بابت اظہار خیال کرنے سے پہلے خوب سوچ لینا چاہیے کہ ہمارے ان جملوں اور ہماری اس گفتگو سے کس کو فائدہ پہنچے گا اور عملاً کس کی تنقیص ہو رہی ہے؟ شبیر احمد ہاشمی نام کے ساتھ سید کا طرہ بھی ہے۔ کیا سادات خاندان کی یہی طرف داری ہے؟ کیا وہ سید ابوالکلام آزادؒ پر بہتان باندھ کر مرزا غلام احمد قادیانی کا ساتھ نہیں دے رہے؟ جب کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ سب اکٹھے تھے ان سب کی جدوجہد قادیانیت کے خلاف تھی، اور لاہور سنٹرل جیل میں مولانا عبدالحامد بدایونی، بانی جمعیۃ علماء پاکستان، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور (صدر مجلس عمل) امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری بانی مجلس ختم نبوت پاکستان، مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہلحدیث، مولانا غلام محمد ترنم خطیب مسجد سول سکرٹریٹ لاہور، شیخ التفسیر مولانا احمد علی امیر انجمن خدام الدین لاہور، مولانا امین احسن اصلاحی (جماعت اسلامی) مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنّت والجماعت، سید مظفر علی شمسی ناظم اعلیٰ تحفظ حقوق شیعہ اور دیگر حضرات باہم شیر و شکر تھے۔ لاہور سنٹرل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دیوانی احاطے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے صدر مجلس عمل مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری (بریلوی) کو نماز عشاء کی امامت کے لئے فرمایا۔ مولانا ابوالحسنات نے میری جانب اشارہ کر کے مصلے پر کھڑا کرتے ہوئے فرمایا جب تک ہم جیل میں رہیں گے امام یہ ہوں گے۔ چنانچہ ایک سال تک مجھے ان بزرگوں کی امامت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔

ان دنوں میں کسی بزرگ نے فرقہ وارانہ تعصب کا قطعاً کوئی اظہار نہ کیا تھا جب کہ لاہور سنٹرل جیل کے دیوانی احاطے کے علاوہ دوسرے وارڈوں میں مختلف مسالک اور عقائد کے حضرات پس دیوار زنداں تھے۔ مگر کسی جگہ سے بھی باہمی مذہبی کشمکش کی قطعاً کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ فرقہ وارانہ کشمکش اور یاران کہن نامی کتاب شائع کرنے کا فتنہ ۱۹۵۶ء میں رونما ہوا تھا اور اور اس کی صدائے بازگشت ۱۹۸۹ء میں سید شبیر احمد ہاشمی اور قاری زوار بہادر ایم اے کی وساطت سے سنائی دی ہے۔ ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

پتوکی میں فتنہ گری

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾

فتنہ گری اور امت میں تفرقہ بازی قتل و غارت سے بھی شدید تر اور نقصان دہ ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہفت روزہ چٹان اور ہفت روزہ دعوت لاہور میں واضح تردید کے ۳۳ سال بعد پتوکی ضلع لاہور کے ایک مولوی صاحب سید شبیر احمد ہاشمی نے علماء دیوبند کے خلاف زبردست مہم کا آغاز کر دیا۔ اس سلسلے کا حوالہ مندرجہ بالا سطور میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اس مہم کا مقصد قادیانیوں کی تائید و سپورٹ اور علماء دیوبند کو بدنام کرنا تھا۔

ہاشمی صاحب روزانہ اپنی مسجد میں علماء دیوبند کو چیلنج کرتے اور دیوبندی مسلک کے باشندوں کے جذبات مجروح اور مشتعل کرنے کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے، لوگ اس گمراہ کن پروپیگنڈے سے سخت تنگ آ چکے تھے۔ کہ انہوں نے حقائق معلوم کرنے اور صحیح صورتحال کی آگاہی کے لئے معززین پتوکی کا ایک وفد تیار کیا تاکہ ملتان میں واقع مجلس تحفظ ختم نبوت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی رہنماؤں سے ملاقات کر کے پریشان کن صورتحال سے نجات حاصل کی جا سکے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں اور دفتری قیادت نے اس سلسلے میں اپنی لاعلمی اور عدم معلومات کا اظہار کرتے ہوئے معزز اراکین وفد کو ملتان سے لائل پور جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اراکین وفد نے پتوکی سے ملتان اور پھر لائل پور (فیصل آباد) تک کا طویل سفر طے کیا اور میرے درویش خانے پر تشریف لائے۔ میں نے مولانا ابو الکلام آزاد کے تردیدی بیان وغیرہ کی بابت تمام معلومات کی فوٹوسٹیٹ کاپیاں ان کے حوالے کیں وہ حضرات مطمئن ہو کر پتو کی روانہ ہوگئے۔ چند روز بعد مولانا غلام اللہ خاں کے مرید اور معتقد جن کا نام غالباً حاجی برخوردار صاحب تھا، میرے ہاں دوبارہ تشریف لائے اور پتوکی میں اس مسئلے کی وضاحت کے سلسلے میں خطاب عام کی دعوت دی۔ ان کے حسب ارشاد میں نے پتوکی میں نماز عصر کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور بعد نماز عشاء وہاں کی جامع مسجد میں اس مسئلے پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے شبیر احمد ہاشمی سے پوچھا کہ

> ''سید صاحب آپ کو ربع صدی کے بعد اس مسئلے کو چھیڑنے، مولانا ابو الکلام آزاد اور علماء دیوبند کو موضوع سخن بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔؟ اس کے اسباب و محرکات کیا ہیں؟ قادیانی اگر مولانا آزاد کی مرزا قادیانی کے جنازے میں شرکت کے جھوٹے اور فریب کارانہ الزام کو اچھالتے ہیں تو آپ لوگ اس کذاب اور دجال کے حامی کیوں بنتے ہیں؟ سوچیئے کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ کی عزت و ناموس کے محافظ کا ساتھ چھوڑ کر تم کس کے حامی اور وفادار بن رہے ہو۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ببیں از کہ می بریدی و با کے پیوستی

اس اجتماع عام میں خطاب کے بعد پتوکی کا علاقہ فتنہ گری سے محفوظ ہو گیا تھا۔ چند ماہ بعد شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے قادیانیوں اور ان کے ہمنواؤں نے پھر اسی مسئلے کو اچھالنے کی ناپاک کوشش کی تو وہاں کے ممتاز عالم دین مولانا عبداللطیف انور نے مجھے خطاب کی دعوت دی چنانچہ وہاں کی جامع مسجد میں مفصل معلومات فراہم کی گئیں تو اس علاقے میں بھی فتنہ گروں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔

علمائے دیوبند کے خلاف جاہلانہ پروپیگنڈا

علم و تحقیق کی اساس پر اظہار اختلاف رائے ہر انسان کا حق ہے، فقہی اختلاف سے کسی کو منع نہیں کیا گیا۔ مگر جاہلانہ مخالفت کی کسی بھی مذہب و مسلک میں اجازت نہیں۔

اس سلسلے میں جمعیۃ علماء پاکستان کے سکرٹری نشرواشاعت اور مولانا ابوالکلام آزاد پر مرزا غلام احمد قادیانی کے جنازے کو کندھا دینے اور اس کا جنازہ پڑھنے کا بہتان تراشنے والے کی تاریخی معلومات ملاحظہ فرمایئے۔ وہ اپنے ماہنامہ ندائے اہلسنّت کے صفحہ نمبر ۸ پر لکھتے ہیں کہ مولانا شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمود نے اسمبلی میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی کوئی قرار داد پیش نہیں کی۔

اس ''محقق دوراں'' سے کوئی پوچھے کہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تو ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء کو بغداد الجدید ریاست بہاول پور میں صاحبزادہ سید حسن محمود وزیر تعلیم کی کوٹھی میں وفات پا گئے تھے ان دنوں پاکستان میں نہ تو کوئی قانون تھا اور نہ ہی کسی اسمبلی کا وجود تھا۔ ایسی صورت میں وہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرار داد کس طرح پیش کر سکتے تھے؟ جب کہ ''قرار داد مقاصد'' جو پاکستان کے دستور کا حصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی عظیم الشان کارنامہ ہے۔ معترضین کو اور نہ سہی پاکستان کی تاریخ کا ضرور مطالعہ کر لینا چاہیے تاکہ جدید تعلیم حلقے میں ان علمی بزرجمہروں کی سبکی نہ ہو سکے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح قیام پاکستان کے ابتدائی مرحلے میں اس کا جھنڈا لہرانے کی رسم بحیثیت گورنر جنرل خود بھی اداء کر سکتے تھے مگر علماء دیوبند کی دینی علمی اور ملی خدمات سے اس قدر متاثر تھے کہ مغربی پاکستان کے مرکزی دار الحکومت کراچی میں پاکستانی جھنڈا استاد محترم علامہ شبیر احمد عثمانی کے دست مبارک سے اور مشرقی پاکستان کے دار الحکومت ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانی کے ہاتھوں لہرانے کا اعزاز عطا کیا تھا۔ جب کہ کراچی اور ڈھاکہ میں علماء بریلوی کے مرکزی قائدین موجود تھے۔ علماء دیوبند کی دینی، علمی و ادبی اور سیاسی عظمت اور برتری کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ برصغیر کی عظیم شخصیات علامہ محمد اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا شبلی نعمانی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا سید محمد سلیمان ندوی، مولانا ظفر علی خان امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسی عبقری شخصیات، علماء دیوبند ہی سے متعلق اور متاثر تھی۔ باعظمت ادیبوں اور شاعروں میں سے فیض احمد فیض، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم، علامہ طالوت جگر مراد آبادی، بطرس بخاری، احمد ندیم قاسمی، احسان دانش، عبدالحمید عدم، حافظ لدھیانوی، آغا شورش کاشمیری، علامہ انور صابری، ایم ڈی تاثیر، مجید لاہوری، ساحر لدھیانوی، ساغر صدیقی، عاصی کرنالی، علامہ لطیف انور، حفیظ جالندھری اور دیگر حضرات شامل تھے۔

علماء بریلی میں سے مرکزی علماء کرام کا تذکرہ سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔ یہاں پر اس کے عظیم انشاء پرداز جناب خواجہ حسن نظامی کا ایک اقتباس پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت ہے جو انہوں نے سرمد شہید کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریر سے متاثر ہو کر لکھا تھا۔ کہ یہ مضمون کیا تھا، مقامات درویشی پر ایک محققانہ اور البیلا خطبہ تھا اور یہ نوٹ لکھا تھا کہ

''ابوالکلام آزاد مسلمانوں کے اس دور میں اگلے وقتوں کی ذہانت وذکاوت کا مجسم ظہور ہیں۔ اگر مسلمانوں کی قدردان حکومتیں باقی ہوتیں تو ہم جیسے بے نوا ابوالکلام رحمۃ اللہ علیہ تک کیسے پہنچ سکتے تھے کیونکہ ان کے گرد'' تاجداروں'' کا وسیع حلقہ موجود ہوتا۔''

خواجہ حسن نظامی جیسی منفردانہ خصوصیات کی حامل شخصیت نے مولانا ابوالکلام آزاد کی عظمت کا جن الفاظ میں اعتراف کیا ہے اسے پڑھ کر تو ان بدنام کنندگان اور جہل مطلق کی آنکھیں کھل جانی چاہیں۔

ایڑیوں کے بل پہ کھڑے ہو کر بھی زیریں قد
ان سربلند شخصیات سے قد آور نہ بن سکیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی مخالفت

یاران کہن کے گہرے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر کی دینی، علمی اور ملی اعتبار سے ممتاز شخصیات کی تنقیص اور تضحیک کے سلسلے میں ایسا انداز اختیار کیا ہے کہ لوگ ان سے متاثر ہونے کے بجائے متنفر ہو جائیں۔ چنانچہ کتاب کے ابتدائی صفحات میں مولانا محمد علی جوہر اور ان کے بھائی مولانا شوکت علی کا تذکرہ ان کی تحریک خلافت کے تعارف سے نہیں بلکہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ لوگ دراصل ہندوؤں کے حامی اور کانگریس کے طرفدار تھے۔ چنانچہ ص ۱۱ پر کانگریس کے جسم میں نئی روح کے عنوان سے لکھا ہے۔

> ''جب مہاتما گاندھی نے عدم تعاون کی تحریک کا آغاز کیا تو علی برادران نے مرکزیہ مجلس خلافت کی بنیاد رکھ کر مسلمانوں کو تحریک خلافت کے لئے منظم کرنا شروع کر دیا۔
>
> محمد علی کانگریس میں کیا شامل ہوئے اِس سست اور جامد مجلس کی رگوں میں خون حیات دوڑنے لگا اور ہزارہا مسلمان جزیرۃ العرب کی سلامتی اور خلافت اسلامی کی بقاء کے لئے سربکف ہو کر میدان میں نکل آئے۔ پھر محمد علی وفد خلافت لے کر یورپ گئے۔ وہاں فراعنہ فرنگ نے ان کی بات نہ سنی۔ واپس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ کر محمد علی نے کہا کہ جلیانوالہ باغ اور خلافت کے مسئلوں کا فیصلہ تو ضروری ہے لیکن آزادی حاصل کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ چنانچہ سوراج کو قومی مطالبہ قرار دیا گیا اور ملک کے طول وعرض میں آزادی کی تحریک کا ہنگامہ برپا ہوگیا۔''

اس کا معنی یہ ہوا کہ تحریک خلافت ترکی سلطنت عثمانیہ کے انحطاط اور نظام خلافت کے خاتمے پر معرض وجود میں نہیں آئی تھی بلکہ مہاتما گاندھی کی تحریک عدم تعاون میں تیز رفتاری کی روح پھونکنے کی خاطر عمل میں آئی تھی۔ جب کہ تحریک ترک موالات (عدم تعاون) تو شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی جاری کردہ تھی۔ تحریک خلافت کا گاندھی کی کسی تحریک سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔

علماء کرام پر تنقید وتنقیص:

کتاب یارانِ کہن میں صرف مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ ہی پر افتراء نہیں باندھا گیا بلکہ برصغیر پاک وہند کی دیگر بہت سی ممتاز اور نامور اہل علم وفضل شخصیات کے خلاف بھی ایسے الفاظ استعمال کئے گئے جن میں ان علماء کرام کی تضحیک کا پہلو نکلتا ہو۔ جیسا کہ انہوں نے کتاب کے ابتدائی صفحات میں مولانا محمد علی جوہر کے حوالے سے ہی ص ۱۵ پر لکھا ہے۔

''انہی دنوں مفتی کفایت اللہ نے جو کانگریس کے حامی تھے کسی ''قوم پرستانہ سفر'' کے سلسلے میں دو سو (۲۰۰) روپے کانگریس سے بطور مصارف سفر وصول کئے تھے اور اتفاق سے انہی دنوں کسی تقریر میں مولانا محمد علی کے متعلق کوئی بات کہہ دی، اس پر مولانا نے محولہ بالا خط میں لکھا کہ مفتی کفایت اللہ جن کو اب میں ''مفتری کفایت اللہ'' کہوں گا کیونکہ ''ر'' کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسو (۲۰۰) عدد شامل ہوگئے ہیں۔ میرے متعلق مولانا نے
یہ افتراء باندھا ہے الخ۔ اس زمانہ میں مولانا ذیابیطس کی وجہ
سے سوزش اعصاب اور ضعف قلب کے مریض بھی ہو چکے
تھے اور زندگی بارگراں ہوگئی تھی لیکن زور طبیعت بدستور تھا۔''

یاران کہن کے اس اقتباس سے بھی اندازہ لگایئے کہ سالک نے ''یاران کہن'' لکھ کر کس کس سے کس طرح انتقام لیا ہے۔ برصغیر میں ''ابوحنیفہ ہند'' کے خطاب سے سرفراز اور کئی کئی برس تک جمعیۃ علماء ہند کی صدارت پر فائز شخصیت کو بٹالہ کے ایک قادیانی خاندان کے فرد سالک نے صرف دوسو (۲۰۰) روپے کانگریس سے مصارف سفر لینے کا شوشہ چھوڑ کر نہ صرف مفتی کفایت اللہ بلکہ مولانا محمد علی جوہر کو بھی ''ذیابیطس'' کا مریض قرار دے کر مفتی صاحب کے مقابل لا کھڑا کیا ہے۔ اور اس سے اگلے صفحات میں مولانا محمد علی جوہر اور شوکت علی کو بیماریوں کے باوجود بسیار خور، پیٹو اور لالچی ثابت کرنے میں بھی ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔

کیا سالک کو ان شخصیات کی زندگی میں سے کوئی سبق آموز واقعہ نہ مل سکا کہ ان شخصیات نے برصغیر پاک و ہند سے فرنگی سامراج کے خاتمے کی تحریک کو پروان چڑھانے، اسلام کی تعلیم و اشاعت اور امت مسلمہ کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں بھی کوئی کارنامہ انجام دیا تھا۔ جب کہ عبدالمجید سالک خود بھی ان بزرگوں میں سے مولانا مفتی کفایت اللہ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا لقاء اللہ عثمانی، مولانا احمد سعید دہلوی، صوفی اقبال، عبداللہ چوڑی والے، عزیز انصاری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا اختر علی خان اور دیگر شخصیات کے ساتھ پس دیوار زنداں رہ چکے تھے۔ وہ ان کے دینی علمی اور ملی تفردات اور جیل خانے کے واقعات ہی پیش کر کے اہم تاریخی معلومات فراہم کر سکتے تھے اور قابل اعتراض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مواد سے اس کتاب کا دامن صاف رکھا جا سکتا تھا۔

جہاں تک مولانا محمد علی اور شوکت علی کے شخصی حالات میں مسٹر گاندھی کے ساتھ مختلف سیٹھوں سے لاکھوں روپے کا چندہ جبراً وصول کرنے کا تعلق ہے یہ معلومات علی برادران کی زندگی اور موجودگی میں منظر عام پر آنی چاہئیں تھی۔ اس کے مقابلے میں مفتی کفایت اللہ صاحب کے دوسو (۲۰۰) روپے برائے مصارف سفر کیا وقعت رکھتے ہیں۔ بدنام کرنے کا معیار بھی تو بلند ہونا چاہیے تھا۔

مولانا محمد علی جوہر کے فکری محاسن

یاران کہن میں لغو اور بے ہودہ باتیں درج کرنے کے بجائے اگر حضور محسن انسانیت نبی آخر الزماں ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ان کی عقیدت اور محبت کے واقعات اور قرآن کریم کے مطالعے کے سلسلے میں ان کے ذوق وشوق اور ان کی قلبی کیفیات کا تذکرہ کرتے تو قارئین کی ایمان افروزی کا باعث ہوتا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے والا خواہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق کر رکھتا ہو اگر بے تعصب ہو کر قرآن کریم کو پڑھے گا اور مقصد تلاوت تلاش حق وصداقت ہو تو وہ اس کتاب ہدایت کی صداقت اور سچائی کا ضرور قائل ہو جائے گا اور یہی پہلو اس کے ایمان لانے اور دائرہ اسلام میں داخلے کا موجب بن جائے گا۔

مولانا محمد علی جوہر کی اپنے مقصد میں استقامت اور ثابت قدمی سے متاثر ہو کر ہی آزادی ہند کے بعد بھارت کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی آپ بیتی ''میری کہانی'' میں لکھا ہے ملاحظہ کیجئے۔

''مولانا کا زمانہ صدارت (کانگریس) ان کے لئے بڑا المناک رہا، مولانا کو حکومت برطانیہ نے اپنے روائتی قاہرانہ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جابرانہ ہتھکنڈوں کے تحت جیل خانے میں ڈال دیا تھا۔ قید و بند کے زمانے میں ان کی بیٹی سخت بیمار ہوگئی، مولانا کو جب اپنی لخت جگر اور پیاری ''آمنہ'' بیٹی کی شدید بیماری کی اطلاع ملی تو جو چند اشعار لکھ کر بیٹی کے نام ارسال کیے، ان میں درد و کرب اور بے بسی کا اظہار بھی ہے اور تسلی و تشفی کی آئینہ دار دعائیں بھی۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے آپ بیتی میں مندرجہ ذیل اشعار بھی درج کیے ہیں:

میں ہوں مجبور پر اللہ تو مجبور نہیں
تجھ سے میں دور سہی وہ تو مگر دور نہیں
امتحان سخت سہی پر دل مومن ہی وہ کیا
جو ہر ایک حال میں امید سے معمور نہیں
تیری صحت ہمیں مطلوب ہے لیکن اس کو
نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں
تیری قدرت خدایا تیری رحمت نہیں کم
''آمنہ'' بھی جو شفا پائے تو کچھ دور نہیں

پنڈت جواہر لال نہرو نے ان اشعار کی بابت اپنے تاثرات میں لکھا ہے کہ

''ایک بے چین و مضطرب اور مجبور باپ کی کیسی دردناک فغاں ہے لیکن باپ کی محبت، مومن کی شان سپردگی اور شانِ توکل کے نیچے دبی ہوئی ہے۔''

یہ ہے ایمان کی معراج، جسے منکر خدا اور دین دھرم سے بے تعلقی کا اعلان کرنے والے کے قلم سے مومن کی شان سپردگی اور توکل کی بلندی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کرایا گیا ہے۔

اور یہ تھا اس عارف قرآن محمد علی جوہر کا فیضان صحبت و ترغیب۔ ورنہ کہاں جواہر لال نہرو اور کہاں یہ دل گداز الفاظ۔ ایک وہ تھے جنہوں نے اپنے کردار و عمل کی بلندی اور پاکیزگی سے دشمنوں کی زبان سے بھی حق و صداقت کا اعتراف کرالیا اور ایک سالک جیسا یا وہ گو قلمکار۔

کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ

بہر نوع مولانا محمد علی جوہر کی زندگی تو سراپا انقلاب تھی، علامہ اقبال کی طرح احوال زندگی چند اشعار میں بیان کر دینے پر انہیں خوب مہارت تھی۔ جب ان پر بغاوت کا مقدمہ چلا اور پھانسی کے بجائے نظر بندی میں توسیع کی سزا ہوئی تو کیا خوب کہا تھا۔

مستحق دار کو حکم نظر بندی ملا
کیا کہوں کیسے رہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

اور دورانِ ''قید و بند'' اپنے تاثرات اس طرح بیان کئے۔

یاد وطن نہ آئے ہمیں کیوں وطن سے دور
جاتی نہیں ہے بُوئے چمن کیا چمن سے دور
گر بوئے گل نہیں نہ سہی یاد گل تو ہے
صیّاد لاکھ رکھے قفس کو چمن سے دور

.....

میرے لہو سے خاک وطن لالہ زار دیکھ
اسلام کے چمن کی خزاں میں بہار دیکھ

.....

قید ہے کیا غلامی دو برس کی قید کیا
دیکھو کب ہو خاتمہ اس قید بے میعاد کا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرنوع یارانِ کہن میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ تو شامل ہے لیکن امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جب کہ عبدالمجید سالک میانوالی جیل میں ان کے ساتھ بھی قید رہ چکے تھے۔ چونکہ امیر شریعت کے تذکرے میں فتنہ قادیانیہ کا حوالہ ضروری تھا اس لئے شخصیت کو ہی اپنے مضمون سے خارج کر دیا گیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سالک صاحب کبھی پس دیوار زنداں نہیں رہے۔ لیکن ان کی شخصیت کے ساتھ ایسا فتنہ خیز افسانہ گھڑا گیا جس کا مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کے ساتھ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ شورش کاشمیری نے ہی مولانا ابوالکلام رحمۃ اللہ علیہ آزاد کی بابت ٹھیک کہا تھا۔

لاریب اک عطیہ قدرت تھی اس کی ذات
قلب و نگاہ کا سرنہاں تھا ابوالکلام

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں!
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ پر الزامات کا تجزیہ

مولانا سید ابوالحسن ندوی سے ایک انٹرویو

جب میرا شباب کا زمانہ تھا اس وقت مولانا آزاد عروج و ترقی کی ان بلندیوں پر کھڑے تھے جہاں تک کسی کوتاہ نظر کی نظر جا ہی نہیں سکتی۔ یہ ایسی بلندی تھی جس کی بعد میں کوئی نظیر سامنے نہیں آئی۔ اس زمانے میں مولانا آزاد کو میں نے کتابوں میں پڑھا اور جب خود میں نے عملی زندگی میں قدم رکھا تو مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے دیکھا۔ یہ اپنی اپنی نظر کی بات ہے۔ شاید کچھ لوگوں کا خیال مجھ سے مختلف بھی ہو لیکن جب میں نے مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو ان کی شخصیت مجھے اس آزاد سے بہت قد آور نظر آئی جس کو کتابوں میں پڑھا تھا۔ کتابی لوگوں کا عموماً یہ حال ہوتا ہے کہ وہ قال کے بندے ہوتے ہیں۔ حال کے نہیں۔ گفتار کے غازی ہوتے ہیں کردار کے نہیں۔ لیکن مولانا ابوالکلام آزاد کردار کے بھی غازی تھے صاحب قال ہی نہیں صاحب حال بھی تھے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ وہ پیروں کے خاندان کے فرد تھے۔ لیکن یہ بات کم ہی لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ خود بڑے بلند پایہ بزرگ تھے اور باقاعدہ بیعت بھی کرتے تھے۔ البتہ ان میں بیعت کا شرف بہت کم لوگوں کو حاصل ہوا۔ مولانا بیعت لیتے وقت سب سے پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد فی سبیل اللہ کا وعدہ لیتے۔ پھر نماز کی تلقین فرماتے، پھر منکرات سے باز آنے کا وعدہ لیتے۔ بعد ازاں جوا، شراب اور دوسرے رزائل سے مجتنب رہنے کا عہد لیتے۔ میرا اپنا تعلق چونکہ ایک علمی خاندان سے تھا اور نسبی تعلق حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا تھا۔ اس لئے مولانا آزاد میرے ساتھ نہایت شفقت فرماتے تھے اور ان کی شفقت کا یہ سلسلہ ان کی زندگی کے آخری دن تک جاری رہا۔ چونکہ میں نے ان کی سیاسی عملی، علمی ارتاریخی زندگی کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اس لئے آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔

ذاتی طور پر آپ کا ان سے کیا تعلق تھا؟

ایک چھوٹے آدمی کا بڑے آدمی سے جو تعلق ہوتا ہے (یہ کہہ کر مولانا ندوی نے ذرا توقف کیا۔ وہ کچھ سوچنے لگے، پھر ماضی کے دریچوں میں جھانکنے کے بعد انہوں نے کہا) میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ اس تعلق میں ایک تو میرے والد محترم کی شفقت کا اثر تھا اور دوسرا ''ندوہ'' کا۔ مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا ندوۃ العلماء سے بہت قریبی رابطہ رہا ہے اور ایک عرصے تک وہ ''ندوہ'' کے ترجمان رسالے ''الندوہ'' کے ایڈیٹر بھی رہے ہیں۔ یہ ان کی ندوۃ العلماء کے حلقے میں پذیرائی کی ایک دلیل ہے۔

ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ علامہ شبلی اور سلیمان ندوی سے میرا تعلق مثالی تھا اور لوگ مثال دے کر کہا کرتے تھے کہ ابوالحسن ان اکابر کا علم لوٹ رہا ہے۔ بات علم لوٹنے کی نہیں عقیدت کی تھی۔ ذہانت اور فطانت میں مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام معاصرین سے آگے تھے۔ حافظہ اتنا غضب کا تھا کہ ۱۹۵۱ء میں ان سے قاہرہ میں ملاقات ہوئی تو کہنے لگے ''ندوہ'' میں تمہارے والد صاحب کے کتب خانے میں بعض ایسی کام کی کتابیں تھیں جو یہاں بھی نہیں۔ پھر انہوں نے کئی کتابوں کے نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتلائے۔ کئی حوالے یاد دلائے میں ان کے حافظے پر حیران رہ گیا۔

مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی خصوصی وصف جس نے آپ کو متاثر کیا ہو؟

''خود داری، بصیرت، اصابت رائے، پختگی فکر، دقت نظر، زہد وتقویٰ، ظاہر و باطن میں یکسانیت، جہاد فی سبیل اللہ کا شوق، جہد مسلسل کا ولولہ، پہاڑوں کی طرح بلند عزائم، ستاروں کی طرح روشن خیالات، چاند کی طرح شفاف کردار، سورج کی طرح ہر ایک پر علم کی کرنیں ڈالنے کی خو، سمندر کی طرح وسیع علم، زمین کی طرح ہموار گفتگو، دریاؤں کی طرح رواں دواں طبیعت اور ہمہ گیر صلاحیتوں کے مجموعے کا نام ابوالکلام تھا۔ اب بتایئے کون سا وصف خاص ہے جس کو میں پسند کرتا اور کون سا غم ہے جسے پسند نہ کرتا۔ ابوالکلام کو جس نے ایک نظر دیکھا پھر دوبارہ دیکھنے کی حسرت لے کر گیا۔''

آپ کو معلوم ہوگا کہ پنڈت نہرو کے پرنسل سیکرٹری مسٹر ایم او متھائی نے ہندوستان کی سیاسی شخصیات پر ایک کتاب لکھی ہے اور اس کتاب میں مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ وہ شراب نوشی کے عادی تھے۔ حال ہی میں اس کتاب کے بعض مندرجات پاکستان کے ایک اخبار نے بھی شائع کئے ہیں۔ (یاد رہے کہ یہ اخبار ''نوائے وقت'' ہے جس نے متھائی کے حوالے کے علاوہ خود بھی یہی الزام عائد کیا ہے اور متھائی کی تصدیق کے لئے اس نے مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''غبار خاطر'' کے اشعار سے ان کی شراب نوشی پر استدلال کیا ہے!)

متھائی کی کتاب تو ہندوستان میں موضوع گفتگو بنی رہی ہے۔ کئی مضامین اس کی تردید میں چھپ چکے ہیں۔ غالباً کسی مستقل کتاب کا بھی کہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتہار پڑھا تھا۔ جو اس کے جواب میں لکھی جارہی ہے۔ لیکن یہ بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ پاکستان میں بھی اس کتاب کی اشاعت ہو چکی ہے کیونکہ اس کتاب کی ہندوستان کے ہندو بھی تکذیب کر رہے ہیں۔ آخر پاکستان کے مسلمان اس پر کیسے یقین کر سکتے ہیں۔ یہ بات اس سے بھی زیادہ ''حیران کن ہے کہ پاکستان کے کسی مسلمان نے متھائی کی کتاب کے بعد از خود بھی اس الزام پر دلائل تراشنے کی کوشش کر ڈالی۔ اس سے زیادہ شرم کی بات کیا ہوگی کہ جس کتاب کو ہندو بھی مسترد کر چکے ہیں مسلمان ان کی صحت پر اصرار کرنے لگ جائیں؟

ہندوستان میں اس کتاب کے بارے میں عام تأثر یہ ہے کہ متھائی نے مسٹر نہرو سے ذاتی انتقام لینے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا ہے اور اس کی لپیٹ میں وہ مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی لے آیا ہے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور میری زندگی کا تیس برس کا مشاہدہ اس پر گواہ ہے کہ شراب پینا تو دور کی بات مولانا آزاد نے زندگی بھر نہ تو شراب دیکھی ہے نہ سونگھی ہے اور نہ ہی چکھی۔ یہ ایک کم ظرف ملازم کا اپنے مالک سے انتقام ہے اور اس لئے اس کتاب میں جو زبان استعمال کی ہے۔ اسے ہندوستان کے سنجیدہ حلقے تعفن انگیز سنڈاس سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ یہ دوں نہاد کا اپنے ظرف کے مطابق انتقام ہے۔ لہٰذا اسے تاریخی یا واقعاتی صورت ہرگز نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی اس کتاب کو تاریخی ماخذ کا مقام دیا جاسکتا ہے۔

یہ ایک ایسے دل جلے ملازم کا انتقام ہے جو اپنے باس کی نفرت میں اندھا ہو کر اس کے قریبی دوستوں کو بھی الزامات کی زد میں لے آیا ہے وہ چاہتا ہے کہ اس ناپاک مہم میں زیادہ سے زیادہ شخصیات کے نام لے تاکہ اس کی شہرت ہو سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کا اپنا تأثر؟

میں جو کچھ کہہ چکا ہوں یہ میرا ذاتی تأثر بھی ہے اور دنیا بھر کے علماء اسلام کا بھی۔ ویسے مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ اتنے بلند انسان تھے کہ وہ کسی کے ذاتی یا جماعتی تأثر سے یکسر بے نیاز تھے۔ نہ کسی شخص کی تعریف انہیں مست کر سکی اور نہ اب کسی کی مذمت پست کر سکے گی۔ آزاد کل بھی ایک بڑا انسان تھا۔ آج بھی بڑے انسان کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے اور رہتی دنیا تک اس کی بڑائی قائم رہے گی۔ اگر کوئی شخص آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو گالی دے کر بڑا بننا چاہتا ہے تو یہ بھی آزاد کی عظمت ہے کہ کئی لوگ اس کی تعریف سے بڑے بنے اور کئی اس کی مذمت سے بڑا بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہماری حیثیت ہے کہ ہم ان کے بارے میں اپنے تأثرات پیش کر سکیں۔ ہم تو ایک عقیدت مند کی حیثیت سے صرف ہدیہ خلوص ہی نچھاور کر سکتے ہیں۔

یہ بڑی درد انگیز حقیقت ہے کہ سیاسی اختلافات نے بہت بڑی بڑی شخصیتوں کے بارے میں صحیح رائے قائم کرنے کی صلاحیت ہم سے چھین لی ہے اور ہم اپنے فکر و نظر کے ایک خاص خول کے اندر بند ہو کر کسی عقیدت یا نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور کسی بھی شخصیت کے تمام کمالات سے صرف انکار کر دیتے ہیں کہ اس نے ہم میں سے یا ہمارے کسی بڑے سے اختلاف کیا تھا۔ حالانکہ بڑوں کی باتیں بڑوں کے ساتھ گزر گئیں۔ بڑوں کے ساتھیوں پر شراب نوشی کے الزام عائد کریں۔ اس طرز فکر نے ہمیں حقائق کی راہ سے ہٹا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم تشتت و افتراق کی دلدلوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے تو یہی عذاب کافی ہے اس کے بعد اللہ کے بندوں پر زبان طعن دراز کر کے ہم اور کونسا عذاب اپنے اوپر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کی محترم دینی اور سیاسی شخصیت تھے لیکن تقسیم ہند کے مسئلے نے اختلافات کا جو بیج بویا اس کا درخت اتنا بڑھا کہ اب حقائق سے انکار کی نوبت آنے لگی۔ حالانکہ تقسیم ہند کے بعد مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے بھارتی پارلیمنٹ میں بار بار پاکستان کی سلامتی کے حق میں آواز بلند کی۔

مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے وطن کے مخالف ہرگز نہ تھے جیسا کہ ان کے سیاسی مخالفین نے مشہور کر رکھا ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ وہ مسلمانوں کے وسیع تر ریاست کے تصور کے حامی تھے اور ایسی ہی ریاست ان کا منتہائے مقصود تھی۔ تاکہ مسلمان قافلوں کا کوئی نقصان نہ ہو اور پاکستان بننے کے بعد وہ اس کی وسعت اور سلامتی کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہے۔ کاش آزاد پر اسلامی ریاست کی مخالفت کا الزام لگانے والوں کو یہ حقیقت بھی معلوم ہو جائے کہ آزاد راتوں کو اٹھ کر شراب نہیں پیتا رہا بلکہ وہ ان تنہائیوں میں مسلمانوں کی سلامتی کے لئے دعائیں کرتا رہا اور اس کی ہر دعائے نیم شبی میں پاکستان کے مسلمان شامل رہے یہاں تک کہ اس کو خدا نے اپنے پاس بلا لیا۔ غفر اللہ لہ و رحمہ

قد افلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر دعائے مغفرت

اسلامی مملکت پاکستان میں اسلام کے علمبردار روزنامہ نوائے وقت مولانا ابوالکلام آزاد، اور شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی کے خلاف اپنے اخبار کے صفحات کالے کرنے میں سرگرم رہتا ہے۔ جبکہ مولانا ابوالکلام آزاد ۱۹۵۱ء کو جب مشرق وسطیٰ کے دورے سے واپسی پر کراچی ائرپورٹ پر آئے۔ تو اپنے شناسا احباب، دینی وعلمی شخصیات سے ملاقات اور مزارِ قائد پر دعائے مغفرت کی خواہش ظاہر کی تھی، لیکن پاکستانی تنگدل حکمرانوں نے صرف مزارِ قائداعظم پر جانے کی اجازت دی چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد مزارِ اقائداعظم پر دعائے مغفرت کے بعد ہندوستان روانہ ہو گئے تھے، روزنامہ جنگ کراچی نے اس کی تصویر کے ساتھ خبر شائع کی تھی، اور روزنامہ نوائے وقت لاہور جن دنوں پنجاب کی مسلم لیگی حکومت نے بند کردیا تھا تو جناب حمید نظامی کی زیر ادارت روزنامہ جہاد شائع ہوتا تھا اس کے شمارہ ۱۲ جولائی ۱۹۵۱ء میں مولانا آزاد کی روانگی کے عنوان سے یہ خبر شائع ہوئی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی۔۱۹ جولائی۔ بھارت کے وزیر تعلیم مولانا ابو الکلام آزاد جو کل تہران سے کراچی آئے تھے۔ آج نئی دہلی روانہ ہو گئے۔ مولانا آزاد نے آج قائم مقام بھارتی ہائی کمشنر کی معیت میں قائداعظم محمد علی جناح کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی۔ کراچی میں ۲۲ گھنٹوں کے قیام کے دوران آپ نے پاکستان کے کسی لیڈر سے ملاقات نہیں کی۔ (روزنامہ جہادلاہور ۲۱ جولائی ۱۹۵۱ء)

شکر ہے کہ نوائے وقت یا کسی مسلم لیگی لیڈر کو انہوں نے غلط پروپیگنڈے کا موقعہ نہ دیا ورنہ یہ لوگ دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے یہ گمراہ کن پروپیگنڈا کر سکتے تھے کہ ابو الکلام آزاد نے فلاں لیڈر سے ملاقات کر کے انہیں حکومت پاکستان کے خلاف خوب کان بھرے تھے۔ خاص طور پر ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران جہاں تحریک کے رہنماؤں کے خلاف اور زہریلا پروپیگنڈا کیا گیا تھا وہاں اگر مولانا آزاد سے ان رہنماؤں کی ملاقات ہو جاتی تو نا معلوم یہ لوگ کیا کیا فتنے اور افسانے تراشتے۔؟

اس کے بالمقابل کتنے پاکستانی رہنما ایسے ہیں جو پاکستان میں رہتے ہوئے قائد کے مزار پر دعا کے لئے آتے ہیں اور کتنے ہیں جو بھارت یاترا کے وقت مولانا ابو الکلام آزاد یا حضرت مدنی کے مزاروں پر دعائے مغفرت کے لئے جاتے ہیں؟

جہاں تک مولانا سیّد حُسین احمد مدنی کی ذاتِ گرامی کا تعلق ہے ۱۹۳۶ء کو پارلیمنٹری بورڈ کے انتخابی مرحلے کے وقت قائداعظم نے ہندوستان کے مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ بسلسلہ حصولِ تعاون رابطہ قائم کر کے دارلعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث و سربراہ مولانا سیّد حُسین احمد مدنی اور جمعیۃ علماء ہند اور مجلسِ احرار اسلام کے رہنماؤں سے ملاقات کی تھی، چنانچہ مولانا سیّد حُسین احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدنی نے اپنی جماعت کے مرکزی رہناؤں کے ساتھ مشاورت کے بعد اُمّتِ مسلمہ کے وسیع تر مفاد کی خاطر مسلم لیگ کے تعاون کا چند شرائط کے ساتھ تعاون کا فیصلہ کیا تھا جن میں سے نمایاں یہ تھی کہ مرکزی مسلم لیگ تمام فیصلے (خصوصاً دینی، مذہبی اُمور) علماءِ کرام کے مشورے سے انجام دینے کی پابند ہوگی۔

قائد اعظم نے علماءِ کرام کی تمام شرائط منظور کر لی تھیں، جس پر مولانا سیّد حُسین احمد مدنیؒ نے جماعتی مشاورت کے ساتھ دارلعلوم دیوبند سے دو ماہ کی بلا مشاہرہ رخصت لے کر مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا اور حلقہ (یو پی) سے خصوصی اثر ورسوخ کے ساتھ ۳۰ سے زائد تعداد میں مسلم لیگی نمائندے کامیاب کرائے تھے، بعدازاں مولانا سیّد حُسین احمد مدنی، مولانا مفتی کفایت اللّٰہ، مولانا احمد سعید دہلوی، نواب محمد اسماعیل مولانا شوکت علی اور دیگر حضرات کی رفاقت میں قائد اعظم سے ملاقات کی گئی اور الیکشن سے قبل کا وعدہ یاد دلایا گیا تو قائد اعظم نے کہا کہ میرے ساتھی نہیں مانتے اور معذرت کی، ان معلومات کی تفصیل مسلم لیگ کے مرکزی رہنماء چودھری خلیق الزماں کی کتاب شاہراہِ پاکستان کے صفحے ۶۰۶ سے ۶۳۶ تک مطالعے سے معلوم ہوسکتی ہے چودھری خلیق الزماں نے تو اس انتخاب میں شاندار کامیابی پر مولانا سیّد حُسین احمد مدنی کے نام مبارک باد کے خط میں لکھا تھا کہ آپ نے تیس سال کی مُردہ مسلم لیگ میں جان ڈال دی اور اِسے دوبارہ زندگی عطا کر دی ہے۔

علاوہ ازیں قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حُسین احمد مدنی نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ پاکستان کی حیثیت ایک مسجد کی سی ہے، کہ مسجد جب تک نہ بنے اختلاف کیا جاسکتا ہے (کہ یہاں بنے یا وہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنے) مگر جب مسجد بن جائے تو اِس کی حفاظت اُمّتِ مسلمہ کی ذمّہ داری ہے، پاکستان قائم ہو چکا ہے اب ہر مسلمان کو اس کی حفاظت اور استحکام پر توجہ دینی چاہیئے۔ (اس سلسلے کی معلومات روزنامہ ''الجمیعۃ دہلی'' مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۵۸ء کے مدنی نمبر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں)

بہرنوع: تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے چند متعصب اور عاقبت نا اندیش اہل قلم، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا سیّد حُسین احمد مدنی کی ذواتِ گرامی پر بلا وجہ اور بلا دلیل تنقید و تنقیص میں کاغذ اور قلب کالے کرنے میں سرگرم رہتے ہیں کیا کبھی ان بزرگوں نے بھی پاکستانی رہنماؤں پر قیام پاکستان کے بعد اس طرح کی تنقید کے تیر چلائے ہیں؟ کیا بھارتی مسلم اہل قلم نے کبھی پاکستان میں آکر کسی رہنماء سے انٹرویو لے کر تقسیم ہند میں مسلم لیگ کے رُخِ کردار کی بحث چھیڑی ہے؟ اگر نہیں تو گڑے مردے اُکھاڑنے اور دور از کار بحث چھیڑنے کا کیا فائدہ؟ نیز بھارت میں رہنے پر مجبور کیے گئے کروڑوں مسلمانوں کے مسائل حل کرانے اور اُن کی رہنمائی کے لئے شیخ الاسلام مولانا سیّد حُسین احمد مدنی، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور اُن کے رفقاء کے علاوہ مسلم لیگ یا کسی دوسری جماعت کا فعّال اور مؤثر لیڈر وہاں کون ہے جو ہمہ وقت خطرات میں گھرے ہوئے فرزندانِ اسلام کی ڈھال بن کر میدانِ کارزار میں کود پڑا ہو۔

پاکستان میں بیٹھ کر کاغذوں پر نوکِ قلم چبھونا آسان ہے مگر بھارت میں رہ کر متعصّب، منتقم مزاج اور مغلوب الغضب غیر مسلموں کے برچھوں اور خون ریز اسلحہ کا مقابلہ کرنا بہت کٹھن، مشکل اور صبر آزما ہے۔ آج تو اُمّت مسلمہ خاص طور پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک و ہند کے مسلمانوں کو باہمی ربط و تعلق میں پختگی اور وسعت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، باہم دیگر مسائل سے آگاہ ہوکر دلچسپی اور مستعدی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ایسی تقریبات کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اسلامی اخوت میں اضافہ ہو اور محبت والفت کے ماحول میں دونوں خطوں کے مسلمان ترقی وخوشحالی سے ہمکنار ہوسکیں۔

جولائی ۱۹۵۱ء میں مولانا ابوالکلام آزاد، قائداعظم محمد علی جناح کی قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

قادیانیوں کی بابت مولانا ابوالکلام آزاد کا نظریہ

ایک خط میں مسئلے کی وضاحت

حبّی فی اللہ۔ السلام علیکم

خط پہنچا، آپ دریافت کرتے ہیں احمدی فرقہ کے دونوں گروہوں میں سے کون سا فرقہ حق پر ہے؟ قادیانی یا لاہوری؟ میرے نزدیک دونوں حق وصواب پر نہیں ہیں، البتہ قادیانی گروہ اپنے غلو میں بہت دُور تک چلا گیا ہے، حتیٰ کے اسلام کے بنیادی عقائد متزلزل ہو گئے ہیں۔ مثلاً اس کا یہ اعتقاد کہ اب ایمان و نجات کے لئے اسلام کے معلوم و مسلّم عقائد کافی نہیں، مرزا صاحب قادیانی پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، لیکن لاہوری گروپ کو اس غلو سے انکاری ہے وُہ نہ تو مرزا صاحب کی نبوّت کا اقرار کرتا ہے نہ ایمان کی شرائط میں سے کسی نئی شرط کا اضافہ کرتا ہے اسے جو ٹھوکر لگی ہے اس بے محل اعتقاد میں لگی ہے جو اس نے مرزا صاحب کے لئے پیدا کر لیا ہے باقی رہے مرزا صاحب کے دعاوی تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص جس نے اسلام کے اُصول و مبادیات کو سمجھا ہے اور عقل سلیم سے بے بہرہ نہیں یہ دعاوی ایک لحہ کے بھی تسلیم کر سکتا ہے۔

آپ نے اپنی طبیعت کے اضطراب کا ذکر کیا ہے، میں آپ کو ایک موٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات لکھتا ہوں اگر غور کیجیے گا تو ان شاء اللہ ہر طرح کے اضطراب وشکوک دور ہو جائیں گے۔

آپ دو باتوں پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں؟ ایک یہ کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ دوسری یہ کہ انسان کی نجات کے لئے جن جن باتوں کے ماننے کی ضرورت تھی وہ سب اس نے صاف صاف بتلادی ہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی اعتقاد وشرطِ نجات ہو اور اُس نے صاف وصریح بتلا نہ دیا ہو۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی خصوصیت کلام وتحریر

مولانا ابو الکلام آزاد کی خصوصیت کلام وتحریر یہ تھی کہ وہ جتنے شاندار طریقِ تحریر کے مالک تھے اُتنے ہی تقریر میں بلند مرتبہ تھے، تقریر فرماتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک مرتب کتاب ہے جسے نہایت خوبی سے پڑھا جا رہا ہے جس میں نہ ایک جملہ زیادہ ہے نہ کم۔

مولانا کی تحریر میں ایسی شوخی، اتنی جاذبیت اور ایسا ربط ہوتا تھا کہ کیسا ہی علمی اور تحقیقی مضمون کیوں نہ ہو پڑھنے والا مسلسل مطالعے پر مجبور ہو جاتا تھا، کسی علم وفن پر گفتگو کیجئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مولانا نے ہمیشہ اسی فن کا مطالعہ فرمایا ہے۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس زمانہ میں ہم میرٹھ میں مولانا کے ساتھ رفیقِ جیل تھے اور ترجمان القرآن کی تدوین فرما رہے تھے۔ ہمارے ساتھ بعض وکیل انگریزی کی اعلیٰ ڈگریاں رکھتے تھے اور آئین Constitution پر کتابیں پڑھتے رہتے تھے مولانا بھی تشریف لاتے اور کبھی کوئی کتاب مطالعہ کے لئے لے جاتے تھے، وکلاء میں ایک وکیل بڑے شوخ تھے کہنے لگے انگریزی کی اتنی دقیق کتابیں لے جا کر مولانا اپنا رعب جماتے ہیں، ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کو بعض وقت تو ہم بھی بڑی دشواری سے پڑھتے ہیں۔ مولانا تشریف آوری پر نئی کتاب لینے لگے تو ان میں شوخ مزاج وکیل نے کہا مولانا! فلاں کتاب جس کا آپ مطالعہ فرما چکے ہیں مضامین کے لحاظ سے کیسی ہے؟

مولانا کی فراست بھلا اس طنز کو کہاں برداشت کر سکتی تھی اس کتاب کی بعض صفحے اور سطر کی غلطیوں کی نشان دہی کی اور چہرہ پر ناگواری کا اثر تھا پھر فرمایا یہ کیا کتابیں ہیں؟ آئین تو ہم خود بناتے ہیں، چنانچہ جس کتاب کو مطالعہ کے لئے لے جانا چاہتے تھے رکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ وکیل صاحب اور دوسرے تمام سند یافتہ حیران تھے۔ پھر سب لوگ مولانا کی خدمت میں گئے اور ہزاروں منت سماجت کے بعد کتاب دے آئے۔

سابق صدرِ بھارت مسٹر راج گوپال آچاریہ نے اپنے پیغام میں جہاں یہ کہا تھا کہ مولانا آزاد وسیع النظر، وسیع الدماغ سیاسی رہنما تھے جن کی نظیر ملنی مشکل ہے اس کا بھی اعتراف کیا کہ "انگریزی کی سخت سے سخت اور دشوار کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے۔"

بہرنوع! مولانا ابوالکلام آزاد کی سورۂ فاتحہ کی تفسیر حرم مکہ میں شاملِ درس ہے یعنی جس ذات پاک کے کلام کی تفسیر مولانا نے فرمائی ہے، خود اُسی کے گھر میں اسے پسند کر لیا گیا ہے اور اس سے مولانا کی عظمت اور قبولیتِ کاملہ کا پتہ چلتا ہے۔

ذٰلك فضل اللّٰه يؤتيه من يشآء واللّٰه ذو الفضل العظيم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○

مولانا ابوالکلام آزاد کی حق گوئی

مولانا ابو الکلام آزاد کی طبیعت پر حق کا عشق اس درجہ غالب تھا کہ کاروبار کے سودوزیاں اور قید وبند کی زندگی کا ایک لمحہ کے لئے بھی خیال نہ آتا تھا، یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ اس حق گوئی کے نتیجہ میں ان کا کاروبار تباہ ہو گیا تھا، انھیں سخت ترین مصائب کا سامنا کرنا پڑا، تنگ دستی کے شدید ترین دوران پر آئے ، اس حق پرستی کی پاداش میں ان کی تصنیفات ضائع ہوگئیں اور بیسوں مسوّدات تہس نہس ہو گئے جن سے وہ ہزاروں نہیں لاکھوں روپے کما سکتے تھے لیکن انھوں نے اس کی ذرہ برابر پروانہیں کی۔

روپے کی جھنکار اور چاندی سونے کے سکوں کی جگمگاہٹ نے کتنے ہی مدعیانِ حق کے پائے استقلال کو متزلزل کر دیا ہے اگر مولانا چاہتے تو قلم کی ایک ایک جنبش پر لاکھوں کا ڈھیر ہو جاتا یا ان کی خاموشی کے ایک ایک لمحے پر لاکھوں نچھاور کر دیئے جاتے، اور بارش کی طرح ہُن برستا لیکن حق کے عشق کی شورش انگیزیاں ایسی نہ تھیں جن پر مال وزر کی ہوس کا کوئی اثر ہوتا یا چاندی سونے کے سکوں کا لالچ اس آگ کو ٹھنڈا کر دیتا، ان پر حق گوئی اور حق پرستی کا ایسا نشہ چڑھا ہو اتھا جسے مصائب وتکالیف، ہوسِ زر یا ہوسِ جاہ وعزت کی کوئی ترشی بھی نہ اُتار سکی، وہ مشرق ومغرب اور شمال وجنوب تک پکارتے پھرتے تھے کہ میرے سینے میں ایک انگیٹھی دہک رہی ہے میں وہی حرارت آپ کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہوں، میرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان اور میرا اسلام مجھے پکار کر کہہ رہا ہے کہ ان حالات میں میرے لئے بس ایک فرض رہ گیا ہے کہ انگریزوں کی حکومت کے خلاف جو چولہا دہک رہا ہے اس میں لکڑیاں جھونکتا رہوں۔

۱۹۲۱ء میں مولانا ابو الکلام آزاد کو تحریکِ موالات کے قائد کی حیثیت سے گرفتار کر لیا گیا، مولانا آزاد پر دفعہ (۱۲۴ الف) کے تحت مقدمہ چلا، استغاثہ میں کہا گیا تھا کہ مولانا آزاد نے دو جگہ ایسی تقریریں فرمائیں جو دفعہ (۱۲۴ الف) کی زد میں آتی ہیں مولانا آزاد نے پہلے تو اپنے بیان میں استغاثہ کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا پھر فرمایا:

''میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے نہ صرف ان ہی دو موقعوں پر بلکہ گزشتہ دو سال (۱۹۲۰ء و ۱۹۲۱ء) کے اندر بے شمار تقریروں میں یہ اور اسی مطلب کے لئے اس سے زیادہ واضح جملے کہے، ایسا کہنا میرے اعتقاد میں میرا فرض ہے اور میں فرض کی تعمیل سے باز نہیں رہ سکتا کہ وہ (۱۲۴ الف) کا جرم قرار دیا جائے گا میں اب بھی ایسا ہی کہنا چاہتا ہوں اور جب تک بول سکتا ہوں ایسا ہی کہتا رہوں گا، اگر میں ایسا نہ کہوں تو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے رُوبرو بدترین گناہ کا مجرم سمجھا جاؤں گا۔

یقیناً میں نے کہا کہ موجودہ گورنمنٹ ظالم ہے لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو کیا کہوں؟ میں نہیں جانتا کیوں مجھ سے توقع کی جائے کہ ایک چیز کو ..... اس کے اصلی نام سے نہ پکاروں، میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ہوں، یقیناً میں یہ کہتا رہوں گا کہ ہمارے فرض کے سامنے دو ہی راہیں ہیں، گورنمنٹ حق تلفی اور ناانصافی سے باز آجائے، جو چیز بُری ہے اسے یا تو درست ہونا چاہیے یا مٹ جانا چاہیے۔ تیسری بات اور کیا ہو سکتی ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

مہد سے لحد تک

حیات وخدمات کی ایک جھلک

اگست ۱۸۸۸ء مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

۱۸۹۸ء مکہ معظمہ سے کلکتہ آئے۔

۱۹۰۲ء رسالہ (لسان الصدق) جاری کیا۔

۱۹۰۴ء انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں خطبہ پڑھا۔

۱۹۰۵ء ہندوستان سے باہر قاہرہ (مصر) کی الازہر یونیورسٹی میں تشریف لے گئے۔

۱۹۰۷ء مختلف تاریخی مقامات کے مشاہدے کے بعد واپسی۔

۱۹۰۹ء آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ ۱۹۱۲ء اُردو اخبار (الہلال) جاری کیا۔

۱۹۱۴ء حکومت نے (الہلال) کی ضمانت ضبط کر لی۔ اور اخبار بند ہو گیا۔ البلاغ جاری کیا۔

۱۹۱۵ء حکومت بنگال نے جلاوطن کر دیا۔

۱۹۱۶ء رانچی (بہار) میں نظر بند کر دیئے گئے۔

۱۹۲۰ء جیل سے رہائی کے بعد تحریک عدم تعاون میں حصہ لینے کی پاداش میں گرفتار ہوئے، اور دو (۲) سال کے لئے قید کر دیئے گئے۔

۱۹۲۳ء انڈین نیشنل کانگرس کے خصوصی اجلاس کے صدر ہوئے۔

۱۹۳۰ء کانگرس کے قائم مقام صدر کی حیثیت سے گرفتار کر لیے گئے، اور ۱۹۳۲ء تک جیل میں رہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۳۷ء کانگرس پارلیمنٹری سب کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔

۱۹۴۰ء کانگرس کے صدر منتخب ہوئے اور ۱۹۴۶ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔

۱۹۴۲ء کانگرس کے خصوصی ترجمان کی حیثیت سے سر اسٹیفورڈ کرپس سے مذاکرات۔ اگست میں ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کی وجہ سے گرفتار کر لیے گئے۔ اور تین سال تک نظر بند رہے۔

۱۹۴۳ء بیگم آزاد کا انتقال ہوا۔

۱۹۴۵ء دوسرے کانگرسی لیڈروں کے ساتھ رہا ہوئے۔ وائسرے کی طرف سے منعقدہ شملہ کانفرنس میں کانگرس کے ترجمان کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

۱۹۴۶ء کیبنٹ مشن کے ساتھ مذاکرات میں حصہ لیا۔

۱۹۴۷ء دستور ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے عبوری حکومت میں تعلیم اور فنون لطیفہ کے ممبر ہوئے۔ ملک کی آزادی کے بعد ۱۵ اگست سے حکومت ہند کے وزیر تعلیم رہے۔

۱۹۵۱ء پہلے عام انتخابات میں پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ تعلیم، قدرتی ذرائع اور سائنسی تحقیقات کے وزیر مقرر ہوئے۔ مولانا آزاد مشرق وسطی کے دورے سے واپسی پر پاکستان آئے اور قائداعظم کے مزار پر دعائے مغفرت کر کے ہندوستان روانہ ہو گئے پاکستان میں ۲۲ گھنٹے قیام کے دوران کسی بھی پاکستانی سے ملاقات نہیں کی۔

۱۹۵۵ء دوبارہ پارلیمنٹ میں کانگرس کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے۔ اور دو ماہ کے لیے یورپ اور مغربی ایشیاء کے دورے پر تشریف لے گئے۔

۱۹۵۷ء دوبارہ گوڑ گاؤں کے حلقہ گاؤں انتخاب سے لوک سبھا کے ممبر منتخب ہوئے۔ وزیر تعلیم اور سائنسی تحقیقات کے عہدے پر برقرار ہے۔

وفات:

۱۹۵۸ء ۲۲ فروری کو دہلی میں رحلت فرما گئے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمان القرآن کے انتساب کا پس منظر

غالباً دسمبر ۱۹۱۸ء کا واقعہ ہے کہ میں رانچی جیل میں نظر بند تھا، عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلا تو مجھے محسوس ہوا، کوئی شخص پیچھے آ رہا ہے، مڑ کے دیکھا تو ایک شخص کمبل اوڑھے کھڑا تھا۔

''آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں؟'' ''ہاں جناب! میں بہت دور سے آیا ہوں''۔ ''کہاں سے؟''۔ ''سرحد پار سے''۔ ''یہاں کب پہنچے؟''۔ ''آج شام کو پہنچا، میں بہت غریب آدمی ہوں، قندھار سے پیدل چل کر کوئٹہ پہنچا، وہاں چند ہم وطن سوداگر مل گئے تھے، انہوں نے مجھے نوکر رکھ لیا، اور آگرہ پہنچا دیا، آگرہ سے یہاں تک پیدل چل کر آیا ہوں۔'' ''افسوس، تم نے اتنی مصیبت کیوں برداشت کی؟'' ''اس لیے کہ آپ سے قرآن مجید کے بعض مقامات سمجھ لوں، میں نے ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کا ایک ایک حرف پڑھا ہے''۔

یہ شخص چند دنوں تک ٹھہرا، اور پھر واپس چلا گیا، وہ چلتے وقت اس لیے نہیں ملا کہ اسے اندیشہ تھا، میں اسے واپسی کے مصارف کے لیے روپیہ دونگا، اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس سفر کا بار مجھ پر ڈالے، اس نے یقیناً واپسی میں بھی مسافت کا بڑا حصہ پیدل طے کیا ہوگا۔

مجھے اس کا نام یاد نہیں، مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا نہیں، لیکن اگر میرے حافظہ نے کوتاہی نہ کی ہوں تو میں یہ کتاب اس کے نام سے منسوب کرتا۔

۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ء کلکتہ

ابوالکلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردِ کوہستانی مولوی محمد دین قندھاریؒ

علامہ محمد اقبال نے مردِ غیور کی نشان دہی کرتے ہوئے کیا خوب کہا تھا:

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ صحرائی یا مردِ کوہستانی

مولانا ابوالکلام آزاد کی زندگی علم وادراک اور فہم وشعور کے ''شموس بازغہ'' (چمکتے سورج) کے جلو میں گذری ہے وہ اپنی نادر تفسیر ترجمان القرآن کا کسی بھی عظیم شخصیت سے انتساب کر سکتے تھے مگر طلب وجستجو نے علم کے سلسلے میں جذب وشوق اور جاں گداز مشقت برداشت کرنے کا جو مظاہرہ انہیں مولوی محمد دین قندھاری کی سادہ اور پر کیف زندگی میں نظر آیا وہ دوسری کسی بھی شخصیت میں ہرگز نہ تھا اسی لئے انہوں نے اس گلیم پوش مردِ کوہستانی کے نام تفسیر القرآن کا انتساب کو ترجیح دی تھی۔ مولوی محمد دین قندھاری کی سفری مشقت اور ان کے شوق بے پایاں سے مولانا آزادؒ اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی بہترین تالیف ''ترجمان القرآن'' اس کے نام منسوب کردی۔ یہ خوش قسمت انسان ''مولوی محمد دین'' قندھار کے رہنے والے تھے، اور زندگی بھر طلب علم کے لیے دور دراز تک کے سفر اختیار کرتے رہے، مولوی محمد دین قندھاری کی زندگی نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کی تفسیر تھی:

"اطلبوا العلم من المهد الى اللحد" یعنی ماں کی گود سے قبر کی گود تک علم حاصل کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا آزاد کے "الہلال" کی تقریب رونمائی

پاکستان کی علمی و تحقیقی تاریخ میں جن شخصیات کے اسماء گرامی زریں حروف سے لکھنے کے لائق ہیں ان میں پروفیسر مولانا انوار الحسن شیر کوٹی اور مولانا عبدالرشید ارشد کے نام نمایاں نظر آتے ہیں، کیونکہ ان دونوں شخصیات نے علماء دیوبند کے دینی، علمی، تحقیقی، سیاسی اور معاشرتی اصلاح کے کارناموں پر مشتمل نہایت ہی دیدہ زیب اور معلومات افزا لٹریچر شائع کر کے لوگوں کے ظلمت کدہ فکر و نظر کو روشنی عطا کی ہے، یہاں پر حافظ عبدالرشید ارشد کے ایک منفرد اور تاریخی کارنامے کے بابت کا تذکرہ از بس ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے عجوبہ روزگار ہفت روزہ "الہلال" مطبوعہ شمارے ہندوستان کی تقسیم کے بعد معدوم ہو رہے تھے، حافظ عبدالرشید ارشد نے بڑی محنت اور عرق ریزی کے بعد نادر معلومات کا ذخیرہ الہلال کا مکمل فائل مولانا ابوالکلام آزادؒ کے ایک محبّ صادق اور ان کی گرویدہ و شیدا شخصیت جناب شیر بہادر خاں پنی (ہزارہ) سے لے کر طباعت و اشاعت کا اہتمام کیا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے الہلال کی تقریب رونمائی کی بابت پروگرام مرتب کرنے کا فیصلہ کیا، انہوں نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی صحافت کے زیر عنوان مقالہ لکھنے کی مجھ سے فرمائش کی، میں نے انہیں صحافت کے موضوع پر پنجاب یونی ورسٹی لاہور کے صدر شعبہ صحافت برادرم مسکین حجازی سے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیری خدمات پر مولانا امین احسن اصلاحی سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان سے، اور مولانا آزادؒ کی سیاسی وملی خدمات پر مولانا عبیداللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور اور ان کے دینی وعلمی تفردات پر مولانا سید حامد میاں جامعہ مدنیہ لاہور سے مقالات لکھنے کی فرمائش کا مشورہ دیا۔

آخر میں میرے مقالے بابت دریافت کیا تو میں نے اپنے لیے ''مولانا ابوالکلام آزادؒ اور استقلال پاکستان'' کے زیر عنوان کچھ لکھنے کا جب حوالہ دیا تو انہوں نے تعجب آمیز انداز میں کہا کہ یہ موضوع محل نظر ہے، کیونکہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کو پاکستان کا خیر خواہ اور اس کے وجود کا معترف ثابت کرنا بڑا مشکل ہے، جبکہ اس تقریب میں مولانا ابوالکلام آزادؒ کے حامی اور مخالف دونوں خیالات ونظریات کے لوگ شریک محفل ہونگے، خصوصا روزنامہ نوائے وقت کے قلم کار تو اپنے فطری اختلاف کے باعث اس پر ایک ہنگامہ برپا کردیں گے جن کا مسکت جواب کون دے سکے گا؟۔

میں نے انہیں مطمئن کرتے ہوئے کہا کہ دلائل وبراہین کو بآسانی رد نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ انہوں نے اس اہم مشاورت کے مطابق پروگرام طے کیا کہ اس تاریخی تقریب کا انعقاد لاہور کے اس فلیٹی ہوٹل میں ہوگا، جہاں مولانا ابوالکلام آزادؒ دوران سفر لاہور میں آکر مقیم ہوتے تھے، اور تقریب کے صدر مولانا آزادؒ کے بڑے ہی مداح اور گرویدہ جناب میر علی احمد تالپور، وزیر دفاع حکومت پاکستان ہونگے چنانچہ حسب پروگرام الھلال کی تقریب رونمائی فلیٹی ہوٹل لاہور میں منعقد ہوئی تھی، جس میں راقم الحروف نے جو مقالہ پیش کیا تھا قارئین حضرات خصوصی توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقلال پاکستان اور مولانا ابوالکلام آزادؒ

اللہ تعالیٰ نے اس برصغیر پاک وھند میں جن عبقری، نابغہ روزگار اور فوق العادۃ شخصیات کو پیدا کیا ہے ان میں امام الھند مولانا ابوالکلام آزادؒ کو بڑی عظمت اور فضیلت حاصل ہے، ان کے علم وتحقیق کی وسعت و گہرائی جیسے بحر مواج، وہ بیان وخطاب کی سحر آفرینی وولولہ خیزی میں آذان سحری، اور ادب وصحافت میں اپنے منفردانہ اسلوب نگارش کی بلندیوں پر ہمالیہ سے بھی بالاتر نظر آتے ہیں، وہ اپنے علمی تفوق اور اجتہاد وتفقہ میں بقول آغا شورش کاشمیری سرزمین ھند میں امام ابن تیمیہ ؒ کے اعلیٰ وارفع درجے کے مالک ہیں:

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ابوالکلام آزادؒ کی سروقد شخصیت نے وادی صحافت میں قدم رکھا تو افق صحافت پر بصورت ''الھلال'' نمودار ہوئے اور بدر کامل ومہتاب درخشاں بن کر چمکے، وہ علوم قرآنی کے ''ترجمان'' بنے تو اردو مفسرین کے لئے مشعل راہ بن گئے، اسلام کی دعوت وارشاد کو اٹھے تو سراپا ''البلاغ'' ہوگئے، ملت اسلامیہ کی وکالت کو آئے تو ''الوکیل'' کی حیثیت اختیار کر گئے، ان کا غبار خاطر'' راہ نوردان علم وحکمت کے لئے سنگ میل ثابت ہوا، ان کا ''تذکرہ'' کشمیر گلہائے رنگا رنگ کی بوئے دل آویز، اور ان کی پرشکوہ خطابت ''قول فیصل'' مولانا ابوالکلام آزادؒ قافلہ حریت وکاروان جہد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشوق کے وہ لائق صد افتخار شہسوار تھے جن کی ہمہ جہت معجز نمائی سے تاریخ ملت کے صفحات ہمیشہ ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے:

خاکساری نے دکھائیں رفعتوں پہ رفعتیں
اس زمیں سے واہ واہ کیا آسماں پیدا ہوئے

بایں ہمہ ان کی خاکساری وکسر نفسی کا یہ عالم کہ اپنی ناکامی ومحرومی کا بایں الفاظ اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مذہب میں، ادب میں، سیاست میں، فکر ونظر کی عام راہوں میں جس طرف بھی نکلنا پڑا اکیلا ہی نکلنا پڑا، کسی راہ میں بھی وقت کے قافلوں کا ساتھ نہ دے سکا، جس راہ میں بھی قدم اٹھایا وقت کی منزلوں سے اتنا ہی دور ہوتا چلا گیا کہ جب مڑ کے دیکھا تو گرد راہ کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا اور یہ گرد بھی اپنی ہی تیز رفتاری کی اڑائی ہوئی تھی:

آں نیست کہ من ہم نفساں را بگزارم
با آبلہ پایاں چہ کنم؟ قافلہ تیز است

مولانا آزادؒ نے ان محرومیوں اور تنہائیوں کے عالم میں بھی تحقیق واجتہاد ندرت فکر وتدبر اور منفردانہ تخلیقات کی جو شمعیں جلائی ہیں آج انہی سے بڑے بڑے دانشکدے روشن، بڑے بڑے علماء ومفکرین کی مسندیں انہی کی تقلید اور خوشہ چینی سے قائم ہیں، ان کا مختلف دوائر میں قائم کردہ معیار آج بھی قطب مینار اور مینار پاکستان کی مانند تنہا ویکتا سربلند دکھائی دیتا ہے۔

البتہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی زندگی کا سیاسی پہلو ضرور موضوع قیل وقال بنا رہتا ہے، میرنظر میں ابوالکلام فوق العادۃ اور جینیس (Genius) ضرور تھے ''معصوم'' نہیں۔ کیونکہ معصوم عن الخطاء تو صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذوات گرامی ہوا کرتی ہیں، خود مولانا آزادؒ بھی اپنی معصومیت کے قائل نہ تھے بلکہ ''غبار خاطر'' میں اپنے خطا کار ہونے کا.....اعتراف کرتے لکھتے ہیں:

''غور کیجئے وہ زندگی ہی کیا ہوئی جس کے دامن خشک کو کوئی غلطی تر نہ کر سکے، وہ چال ہی کیا ہوئی جو لڑکھڑاہٹ سے یکسر محروم ہو:

تو وقطع منازلہا، من ویک لغزش پائے

اعتراف خطاء ندامت کا آئینہ دار ہے اور بہ دل خوف خدا اس کا اظہار ممکن نہیں، یہ خالق اور مخلوق دونوں کے ہاں مقبول اور لائق التفات ہے۔

آج بڑے سے بڑے خطا کار اپنی کوتاہیوں پر نادم ہونے کے بجائے مصر اور بضد دکھائی دیتے ہیں، ان کا غرور نفس اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ انہوں نے اعتراف گناہ کے بجائے تعبیر عصیاں وتشریح خطا کی راہ اختیار کر رکھی ہے..... یہ گناہ عظیم ہے اور اس پر تو رب ذوالکرم کی جانب سے عفو ودرگزر کی راہیں مسدود اور غفران ومغفرت کے دروازے بند ہو جایا کرتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں کسی مسلم کی عیب جوئی اور اس کی خطاؤں کی تشہیر معیوب، جدال وقتال ممنوع، اور تحقیق صداقت کی خاطر اختلاف فکر وتدبر کو موجب رحمت قرار دیا گیا ہے، لیکن یہ لازم ہے کہ اختلاف رائے بغض وعناد کی شکل اختیار نہ کر لے، اور بعض اوقات تو یہ اختلاف "وتعرف الاشیاء باضدادھا" کے بمصداق کسی چیز کے حقیقی تعارف اور اصابت کا بھی ذریعہ ثابت ہو جایا کرتا ہے۔

بہرنوع یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ بہت سے علماء کرام اور ملی شخصیات نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا ان میں مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ مولانا مفتی محمد شفیعؒ، علامہ راغب احسنؒ ایم اے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا حسرت موہانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا عبد الحامد بدایونیؒ مولانا غلام مرشدؒ اور دوسرے حضرات کے اسماء گرامی خصوصا قابل ذکر ہیں، لیکن اختلاف رکھنے والوں میں سے بھی بہت سی شخصیات نے جن میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ خصوصا قابل ذکر ہیں، پاکستان کی تائید وحمایت اور اس کے استحکام واستقلال کے سلسلے میں نہایت اہم خدمات انجام دی ہیں۔

اس وقت موضوع سخن چونکہ صرف مولانا ابوالکلام آزادؒ کی ذات ہے اس لئے اپنی گفتگو کا دائرہ صرف انہی کی ذات تک محدود رکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کو تقسیم ہند سے پہلے ایک مدت تک آل انڈیا کانگریس کے صدارت اور قیام پاکستان کے بعد بھارت کی مرکزی کابینہ میں وزارت تعلیم کے عہدہ پر متمکن ہونے کا اعزاز ملا ہے۔

ان کا یہ انداز عمل بہر نوع لائق تحسین ہے کہ انہوں نے اپنے اختلافی دائرے کا دامن عناد اور دشمنی سے ہمیشہ محفوظ رکھا، اپنی پوری زندگی میں بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی ذات کے خلاف کبھی نازیبا الفاظ استعمال کئے اور نہ ہی ۱۹۴۷ء کے بعد کبھی پاکستان کے استحکام اور اس کے تحفظ وبقاء کے خلاف کسی معمولی حرکت یا ادنی اشارے کا بھی ارتکاب کیا ہے، بلکہ ان کے وسعت ظرف اور قلبی نظافت کا یہ عالم ہے کہ ۱۹۵۱ء میں جب وہ مشرق وسطی کے ثقافتی دورے سے واپسی پر پاکستان سے گذرنے لگے تو کراچی ایئر پورٹ پر اپنے مختصر سے قیام میں آپ نے اس دور کے حکمرانوں سے رابطے کے دوران پاکستان کے نامور علماء اور معروف دینی وملی شخصیات سے ملاقات اور قائد اعظم کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے حاضری کی خواہش کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار کیا تھا، چنانچہ مولانا آزادؒ کو صرف مرقد قائداعظم تک جانے کی اجازت مل سکی، اس موقع پر پاکستان کے معروف اخبار روزنامہ "جہاد" لاہور نے جوان دنوں جناب حمید نظامی مرحوم کی زیر ادارت روز نامہ "وقت" کی حکومت کی طرف سے جبری بندش کے دوران اشاعت پذیر تھا اپنے ۱۹ جولائی ۱۹۵۱ء کے شمارے میں اس طرح خبر شائع کی تھی۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی پاکستان سے روانگی

کراچی ۱۹ جولائی بھارت کے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزادؒ جو کل تہران سے کراچی آئے تھے آج نئی دہلی روانہ ہوگئے، مولانا آزادؒ نے قائم مقام بھارتی ہائی کمشنر کی معیت میں قائداعظم کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی، کراچی میں ۲۲ گھنٹے قیام کے دوران آپ نے کسی پاکستانی لیڈر سے ملاقات نہیں کی۔ (اپ پ)

مؤقر "روزنامہ" جنگ کراچی نے اس خبر کے ساتھ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تصویر بھی شائع کی تھی جس میں آپ قبر پر کھڑے ہاتھ اٹھا کر قائداعظم کی روح کو ایصال ثواب کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ تصویر مختلف پاکستانی اخبارات خصوصا روزنامہ جنگ کے قائداعظم ایڈیشنوں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کا سرزمین پاکستان میں یہ پہلا اور آخری قدم ہے جو مرقد قائداعظم تک محدود رہا، اور وہ بھی ان کے حق میں دعا گو کی حیثیت سے مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنے سیاسی مخالف کی مرقد پر اس طرح حاضری دے کر پاکستان میں رہائش پذیر باہمدگر اختلاف فکر ونظر رکھنے والوں کے لئے ایک عمدہ مثال پیش کی ہے، آپ نے ایک بلیغ اشارے میں یہ تاثر دیا ہے کہ زندگی کے مختلف دائروں میں اختلاف کے مراحل بھی آیا کرتے ہیں لیکن یہ دائمی تصادم، کدورت اور بغض وعناد کی صورت اختیار نہ کرنے چاہئیں، وہ مرحلے ختم ہوگئے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور باہمد گر اختلافات کے بادل چھٹ کر ..... مطلع صاف ہوگیا ہے، جس طرح..... اسلامی ملک پاکستان کے بانی کے لئے میں دعا گو ہوں تمہیں بھی یہی انداز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔

اچھا ہوا کہ اس ۲۲ گھنٹے کے قیام کے دوران پاکستان کی کسی شخصیت یا کسی فرد کے ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد کی ملاقات نہ ہوسکی تھی ورنہ تنگ ظرف نہ معلوم کیا کیا افسانے گھڑتے اور کہانیاں وضع کرتے۔

یہاں پر اس تلخ حقیقت کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک سیاسی مخالف نے بھارت سے آکر تو ملت اسلامیہ کے وسیع تر مفاد اور استقلال پاکستان کی خاطر بانی پاکستان کی قبر پر حاضری دینے اور اختلاف کو محبت میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی تھی مگر یہاں پاکستان میں رہائش پذیر قائداعظم اور تحریک پاکستان کے سیاسی مخالفوں کو کبھی اس طرح کا لمحہ فرصت میسر نہ آسکا۔

یہاں کے مفکرین اسلام اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل کے لئے علامہ اقبال کے حوالے اور رشتے سے پاکستان کو اسلامی مملکت کے قالب میں ڈھالنے کے علمبردار تو بنتے رہے، اور اپنے عقیدہ ومسلک کے خلاف ''درباروں'' پر جاجا کر اظہار عقیدت تو کرتے رہے، اور انہیں پاکستان میں وزارتوں کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہونے کے مواقع بھی ہاتھ آئے، مگر وہ مولانا ابوالکلام آزاد کے نقش قدم پر چل کر لمحہ بھر کر لئے بھی بانی پاکستان کی مرقد پر دعا گو کی حیثیت سے حاضری دینے میں تا ایں دم گریزاں اور دامن کش دکھائی دیتے ہیں:

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستانی وزیر دفاع میر علی احمد تالپور کا خراجِ تحسین

مولانا ابوالکلام آزاد کے الہلال کی تقریبِ رونمائی میں صدرِ تقریب میر علی احمد تالپور نے مولانا ابوالکلام آزاد کی عبقری شخصیت کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے تقریب کے روحِ رواں حافظ عبدالرشید ارشد کے کارنامے کو سراہا اور راقم الحروف کے مقالے کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مقالے میں مجاہد الحسینی نے ایسے حقائق سے نقاب اُلٹا ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل تھے آج میری معلومات میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔

چند روز بعد میں نے جناب میر صاحب کی خدمت میں ان کی تقریب میں تشریف آوری اور میرے مقالے کی بابت کلماتِ تحسین پر مکتوبِ تشکر ارسال کیا تو انہوں نے اپنے قلم سے قرطاس پر الفاظ کے جو موتی ثبت کئے وہ میرے قلب و دماغ پر آج بھی روشن ہیں۔ ان کے مکتوب گرامی کا عکس میں نے اپنے ماہنامہ "صوت الاسلام" میں شائع کیا تو نامور اہلِ علم و قلم پروفیسر قاری محمد طاہر نے اپنے خاص ادبی اسلوب میں جن مخلصانہ جذبات و تاثرات کا اظہار کیا وہ بصد شکریہ شریکِ اشاعت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

گرامی قدر مخدوم محترم مولانا مجاہد الحسینی صاحب

آپ کا "صوت الاسلام" حقیقت میں اسلام کی صوت ہے اور کفر کی موت ہے، اگرچہ ہر شمارہ نقش ثانی نقش اول سے کہیں بہتر کا مصداق ہوتا ہے، تاہم اس دفعہ کا پرچہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، اور میرے نزدیک اب تک کے تمام شماروں میں تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ مرحوم کے بارے میں آپ کا مقالہ نہایت وقیع اور معلومات افزا ہے، مجھے اس مقالے کو پڑھ کر یہ معلوم ہوا کہ مولانا مرحوم قائداعظم کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے گئے یہ ان کی عالی ظرفی پاکستان اور بانی پاکستان کے ساتھ تعلق خاطر کا جیتا جاگتا ثبوت ہے، اور اس بات کی دلیل ہے کہ اکابر کا اختلاف ذاتی نہیں؛ بلکہ اصولی ہوتا ہے، اور وہ لوگ جو کچھ سوچتے ہیں بے کم وکاست عوام تک پہنچاتے ہیں، ان کی سوچ اور فکر وقتی مصلحتوں پر قربان نہیں ہوتی، ان کے عمل کے دھارے (لومة لائم) کی فکر سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

میر علی احمد تالپور نے بالکل درست فرمایا ہے۔

''اہل حق کی شخصیات ہمیشہ نزاعی رہی ہیں، کیوں کہ ان کی باتیں عام پسند اور عوامی رجحان کی نہیں ہوتیں، وہ جب بولتے اور لکھتے ہیں تو منشاء خداوندی کے جلال سے متاثر ہو کر لکھتے اور بولتے ہیں ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ لوگ کیا کہیں گے''۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم ظرف اُن عالی ظرف لوگوں کے اختلاف کو ہوا دے کر اپنی ہوائے نفس کو تسکین دیتے ہیں تحریک آزادی اور تحریک پاکستان میں بھی یہی کچھ ہوا۔

تحریک پاکستان کے سلسلے میں مسلمانوں کے مابین پیدا ہونے والی خلیج کو ہمیں پاٹنے کی کوشش کرنی چاہیے، نہ کہ اس خلیج میں مزید اضافہ کیا جائے، جانے ہمارے سیاستدان اور ہمارا پریس اپنی اس ذمہ داری کو کیوں پورا نہیں کرنا چاہتا، پورا کرنا تو درکنار، وہ اپنی ذمہ داری کا سرے سے خیال نہیں کرتا، چالیس برس ہو چکے اب تک اسی بات کو دہرایا جا رہا ہے کہ کون پاکستان کا حامی تھا؟ کس نے مخالفت کی؟ اس جانب کسی کا دھیان نہیں کہ تشکیل پاکستان کے بعد تعمیر پاکستان کے سلسلے میں کون کیا کر رہا ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے بارے میں خط بھی تاریخی اہمیت رکھتا ہے، اس قسم کے تمام مکتوبات جمع کرنے کی ضرورت ہے کہ قوم کا سرمایہ اور مستقبل کا اثاثہ ہوتے ہیں۔ کیا علمائے کرام معاشی انقلاب کی راہ نمائی کر سکتے ہیں'' کے عنوان سے دعوت بحث و مذاکرہ بھی اچھا سلسلہ ہے۔

پروفیسر قاری محمد طاہر مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوالکلام آزاد کے غیر مطبوعہ خط کی روشنی

برصغیر ہندوستان کو غیر ملکی فرنگی سامراج کی غلامی اور جابرانہ تسلط سے آزاد کرانے کے لیے دیگر شخصیات کے دوش بدوش اور ہمقدم ہوکر مولانا ابوالکلام آزاد نے انگریزی حکومت کے جبر واستبداد کا جس ہمت و جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا اور قید و بند کے جو لرزہ خیز مظالم برداشت کیے ہیں تاریخ ملت کے صفحات میں ان کا تذکرہ درخشاں باب کی حیثیت رکھتا ہے حتیٰ کہ پس دیوار زنداں سے مولانا آزاد کو اپنی رفیقہ حیات کے تجہیز و تکفین اور جنازے میں شرکت کی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

تحریک آزادی ہند کے سلسلے میں مولانا ابوالکلام آزاد کی معرکہ آراء خدمات تاریخ ملت کا سرمایہ افتخار ہیں۔ جہاں تک تقسیم ہند اور تحریک قیام پاکستان کا تعلق ہے، ان کا نظریہ مختلف تھا۔ وہ متحدہ ہندوستان کو امت مسلمہ کی میراث قرار دیتے تھے کیونکہ فرنگی غاصبوں نے حکمرانی کا تخت وتاج مسلمانوں ہی سے چھین کر اپنا تسلط جمالیا تھا۔ وہ ہندوؤں کو یکجا وسیع خطہ زمین دے کر بلاشرکت غیرے حکمرانی کا اختیار دینے اور مسلمانوں کو تین جگہ تقسیم کرکے مسلم مملکت کے قیام کی ناممکن الاتحاد صورت کے خلاف تھے لیکن قوم نے جب وحدت کا فارمولا مسترد کردیا تو انہوں نے اسے انا کا مسئلہ بنانے کی بجائے مسلم لیگی راہنماؤں کے ساتھ تعاون کی راہِ اختیار کی اور عارضی حکومت کے قیام کے مرحلے میں مولانا ابوالکلام آزاد نے انڈین گورنمنٹ کے مسلمان سیکرٹری جنرل چودھری محمد علی کو مشورہ دیا کہ کانگریس کا پٹیل گروپ چونکہ وزارت خزانہ مسلمانوں کے سپرد کرنے کے لیے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بضد ہے کہ وہ نظام مالیات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ناکام ہوجائیں گے لہٰذا مجوزہ وزیرخزانہ لیاقت علی کے ساتھ اگر آپ ہوجائیں تو بخوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ وزارت خزانہ کا نظام بروئے کار آسکتا ہے، علاوہ ازیں قیام پاکستان کے بعد مولانا غلام رسول مہر، آغا شورش کاشمیری اور دوسری جو بھی شخصیات مولانا آزاد سے شرف ملاقات کو حاضر ہوئی تھیں انہیں آپ نے پاکستان اور ملت اسلامیہ کی خدمت ہی کی خصوصی تلقین وتاکید فرمائی تھی، اس سلسلے میں مولانا مہر اور آغا شورش کی تحریریں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں، علاوہ ازیں مولانا ابوالکلام آزاد جب ۱۹۵۱ء کو مشرق وسطیٰ کے دورے سے واپسی پر کراچی کے ہوائی اڈے پر ۲۲ گھنٹے سے زیادہ قیام پذیر اور پہلی اور آخری مرتبہ سرزمین پاکستان میں قدم رنجہ ہوئے تو کراچی میں موجود مولانا آزاد نے اپنے دیرینہ احباب (حاجی مولا بخش سمرو، تحریک خلافت کے معاونین اور رہنماؤں سیٹھ عبداللہ ہارون، مولانا محمد صادق اور حاجی گلزار احمد وغیرہ) سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو اس دور کے حکمرانوں (ملک غلام محمد وغیرہ) سے ملاقات کی عدم اجازت کے بعد انہوں نے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی قبر پر فاتحہ کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر انہوں نے وہاں دعا کی جس کی خبر روزنامہ ''نوائے وقت'' کی بندش پر روزنامہ ''جہاد'' لاہور میں اور تصویر روزنامہ ''جنگ'' کراچی میں شائع ہوئی تھی۔

مولانا ابوالکلام آزاد اور ان کے ہمنوا علماء کرام کے خلاف پاکستانی اخبارات میں اتنا کچھ شائع ہوچکا اور اشاعت پذیر ہے کہ اگر وہ سب یکجا کردیا جائے تو کئی ضخیم کتابیں تیار ہوجائیں۔ لیکن بایں ہمہ مولانا ابوالکلام آزاد کے صبر و تحمل اور اخلاق عالیہ کا مظاہرہ دیکھئے کہ ان کی زبان اور ان کے قلم سے کسی بھی پاکستانی رہنما اور مملکت پاکستان کے خلاف کوئی لفظ یا تحریر سرزد ہونا تو کجا، کبھی ادنیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارے کا ظہور بھی نہیں ہوا ہے حتیٰ کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے دیرینہ رفیق اور اپنی مطبوعات کے ناظم مولانا مستری محمد صدیق سلطانپوری کو پاکستان سے دہلی جا کر ملاقات کرنے کی خواہش کے جواب میں جو خط لکھا وہ خصوصی مطالعہ اور توجہ کے لائق ہے۔ اس غیر مطبوعہ خط کا عکس درج ذیل ہے:

اس خط میں مولانا ابوالکلام آزاد نے پاکستان میں خدمت کے جس میدان کی نمود کا اعتراف کیا ہے وہ اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

پاکستانی اخبارات کو مولانا آزاد کی حمایت پاکستان کے طرزِ عمل کی تحسین کرنے اور بھارتی علاقے میں کروڑوں مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے پر ان کی تائید اور سپورٹ کرنی چاہیئے تھی نہ کہ ان کے خلاف توہین آمیز اور گمراہ کن پروپیگنڈے کے ذریعے کروڑوں فرزندان اسلام کو ہندوؤں کے ظالمانہ سلوک کا نشانہ بنانے کا ماحول سازگار بنانا تھا۔

تسلیم کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے تقسیم ہند کی مخالفت کی تھی اور وہ دیگر مسلمان رہنماؤں کی طرح بھارت سے پاکستان نہیں آئے تھے۔ اگر وہ ادھر ہوتے تو بھارت میں رہ جانے والے کروڑوں مسلمانوں کی قیادت کس کے سپرد تھی؟ اور ان کا والی وارث اللہ کے سوا اور کون تھا؟۔

یہ کیا قیامت ہے باغبانو! کہ جن کی خاطر بہار آئی
وہی شگوفے کھٹک رہے ہیں تمہاری آنکھوں میں خار بن کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈیٹر پاکستان ٹائمز مولانا محمد سعید کے تأثرات

مولانا محمد سعید ایڈیٹر پاکستان ٹائمز لکھتے ہیں:

''مختار میرے ساتھ دہلی میں کام کرتے تھے، ڈان اخبار کے رپورٹر تھے انھیں محکمہ تعلیم کی جانب سے ایک وظیفہ مل گیا تھا، جس روز وظیفے کا فیصلہ ہوا مجھ سے کہنے لگے۔ میں مولانا آزادؒ سے مل کر آرہا ہوں۔ ایک تو وظیفہ کا شکریہ ادا کرنا تھا۔ دوسرے ان سے رائے لینی تھی کہ دونوں مملکتوں میں سے ملازمت کے لیے کس کو منتخب کروں، کیونکہ وظیفے کے فارم پر اس کا تعین ضروری تھا۔ (یہ تقسیم کے فیصلہ کے بعد ستمبر ۱۹۴۷ء کا واقعہ ہے) مختار کہنے لگے کہ میں نے دو تین مرتبہ سوال دہرایا کہ مولانا کیا لکھوں، ہر بار یہی فرماتے کہ ''میرے بھائی! مناسب سا لکھ دو'' مختار مجھ سے پوچھنے لگے ''مناسب'' سے مولاناؒ کی کیا مراد ہوسکتی ہے۔ میں نے کہا ''پاکستان'' اور میرا اندازہ غلط نہ نکلا۔

مختار کی موت (چند ماہ بعد وہ کینیڈا میں ایک موٹر کے حادثے میں انتقال کر گئے) نے مہلت نہ دی۔ کہ وہ واپس آکر پاکستان کی خدمت کرسکیں۔

پھر صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں۔ ''پنجاب یونیورسٹی نے ان دنوں جرمن اور فرانسیسی پڑھانے کے لیے شام کو کلاس شروع کر رکھی تھیں، میں نے اور محمد اجمل نے جرمن کلاس میں داخلہ لے لیا۔ ڈاکٹر بی اے قریشی جو اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل رہ چکے تھے، ہمارے استاد تھے۔ ڈاکٹر صاحب جو غازی آباد کے رہنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے تھے۔ خاصا عرصہ برلن میں رہ چکے تھے، ایک مرتبہ کئی روز کلاس میں نہ آئے۔ واپسی پر ہم نے سبب پوچھا، کہنے لگے! دلی چلا گیا تھا۔ ان دنوں دلی آنا جانا روز کا معمول تھا۔ لوگ احتیاط صرف اتنا دیکھ لیتے کہ امن وامان کی صورت کیا ہے۔ کیونکہ وہاں سے اچھی خبریں نہیں آرہی تھیں۔ اس لیے ہم نے پوچھا، دلی میں قیام کہاں رہا؟ کہنے لگے، مولانا آزادؒ کے ہاں۔ یہ سن کر اشتیاق بڑھا۔ تو میں نے پوچھا؟ مولاناؒ کا خیال پاکستان کے بارے میں کیا ہے؟'' کہنے لگے ''میرے روبرو ایک صاحب لاہور سے وارد ہوئے تھے۔ مولاناؒ نے ان سے پوچھا تھا ''کہیے! لاہور ان دنوں کیسا ہے؟'' تو وہ صاحب کہنے لگے، بڑی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ ہمیں تو پاکستان چلتا دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے یہ کہنے پر مولاناؒ کا مزاج برہم ہوگیا۔ اور وہ جوش میں آگئے اور فرمایا!'' جایئے! واپس لاہور اور پاکستان کو چلایئے۔ اب اگر پاکستان مٹ گیا تو ایشیا سے مسلمانوں کا نام مٹ جائے گا''۔

یہ گفتگو ہمارے لیے تعجب کا باعث تھی، اس لیے کہ ہم مولاناؒ کو اور ہی رنگ میں دیکھنے کے عادی تھے۔ کئی برس گزرے ایک محفل میں، میں نے اس واقعے کو دہرایا، ہمارے دفتر کے فورمین محمد عثمان بھی بیٹھے تھے۔ عثمان ہمارے ساتھ ڈان دہلی میں کام کر چکے تھے۔ ان کی ہمدردیاں جمعیۃ العلماء ہند کے ساتھ تھیں۔ اس لیے وہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی کچھ عرصہ دلی میں ٹھہرے رہے۔ پہلی عید الفطر (جو ستمبر ۱۹۴۷ء میں ہوئی) کے روز وہ آصف علی کے مکان پر قوم پرست رہنماؤں سے عید ملنے گئے، مولاناؒ بھی وہاں موجود تھے، پاکستان کا ذکر آیا تو کہنے لگے: ''مسلمانان عالم کی فلاح اسی میں ہے کہ پاکستان مستحکم ہو اور پھلے پھولے''۔

(معلوماتی اقتباسات بشکریہ شبیر احمد میواتی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابوکلام آزاد کے اختتامی کلمات

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اپنی تحریر کے اختتام پر اکثر یہ درود شریف لکھا کرتے تھے:

اللّٰھم صل علی افضل الرسّل و اکملھم محمدٌ

وعلی المسلمین واکملھم آلہ الابرار واصحابہ الاخیار۔

"اے اللہ! درود وسلام عطا کر تمام رسولوں سے افضل اور اکمل ترین ذات اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمام ملت اسلامیہ سے اکمل ترین ذات گرامی پر۔

اے مقدسین کے معبود! سب سے بہترین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ذوات پر بھی۔"

"HE IT IS WHO HATH SENT HIS MESSENGER WITH THE GUIDANCE AND THE RELIGION OF TRUTH THAT HE MAY CAUSE IT TO PREVAIL OVER ALL RELIGIONS" (THE QURAN)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفاذِ اسلام کی جدّوجہد

تحریر :-

مولانا مجاہد الحسینی

فاضل دارالعلوم ڈابھیل

(سابق ایڈیٹر روزنامہ آزاد و ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

۶۵-بی پیپلز کالونی ○ فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا مجاہد الحسینی کی منفرد تصنیف

مرزا قادیانی کی کہانی

سر ظفر اللہ اور بشریٰ لبنانی

ملکہ وکٹوریہ برطانیہ

مرزا قادیانی کو ملکہ کا عطا کردہ
تمغہ وفاداری

سر ظفر اللہ نے محمد سے بیوی چھین لی

بشریٰ لبنانی اپنے شوہر محمد قرقنی کے ساتھ

مجاہد الحسینی